مقاماتِ مقدّسہ

مکۂ معظمہ اور مدینۂ منوّرہ کی مکمل تاریخ

تالیف

الحاج حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی

باہتمام

سیرت بک ڈپو لال کنواں دہلی نمبر ۶

سیرت بکڈپو لال کنواں دہلی نمبر ۶

بہ سرپرستی حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی اشاعت اس ادارہ کا خاص مقصد ہے۔

ہر قسم کی دینی، علمی، اخلاقی اور تاریخی کتابیں طلب کر کے دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیجئے۔

(منیجر)

(الجمعیۃ پریس دہلی)

حمد

مکہ معظمہ

مکہ معظمہ وہ بابرکت شہر ہے جسے ساری دنیا کے رب نے، "ام القری" کہہ کر پکارا ہے، ام القری کے معنے "بستیوں کی ماں" کے ہیں،

یہ شہر بلاشبہ تمام شہروں اور بستیوں کی ماں ہے، ماں کی طرح یہ شہر تمام شہروں اور شہر والوں اور تمام انسانوں کی پرورش کر رہا ہے۔

یہی شہر روئے زمین کے تمام فرزندانِ توحید کے ایمان و اعتقاد کا مرکز ہے، اس بستی میں نبی رحمت پیدا ہوئے، اسی بستی میں خدا کے آخری پیغام رحمت نزول ہوا۔ اسی بستی کے گلی کوچوں میں تیرہ برس تک نبی رحمت نے پیغام الہی کی منادی کی۔

رسول پاک نے جب اس شہر سے ہجرت فرمائی تو گھر سے نکلنے کے بعد حسرت بھری نگاہوں سے اس شہر کو مڑ کر دیکھا۔

اور فرمایا

انت احب البلاد اللہ تعالے الی اللہ تعالیٰ وانت احب بلاد اللہ تعالے الی	اے شہر مکہ! خدا کے تمام شہروں میں تو سب سے زیادہ خدا کو پیارا ہے اور سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔

اگر تیرے رہنے والے مجھے باہر نہ نکالتے تو میں ہرگز باہر نہ نکلتا۔

مکہ امن والا شہر ہے، — بلدًا آمنا — مکہ عزت والا شہر ہے

بلد الحرام — یہ اللہ کا شہر ہے، اللہ کے خلیل اللہ کے ذبیح، اللہ کے حبیب کا شہر ہے،

ہزاروں، لاکھوں ولیوں، صدیقوں اور شہیدوں کا شہر ہے آج اسی شہر پر ہم سب اپنی جان کو قربان اور اپنی روح کو نثار کرنے جا رہے ہیں۔

یہ لاکھوں انسان فقیرانہ وضع بنائے ہوئے لبیک، لبیک میں حاضر ہوں، مولا! میں حاضر ہوں — کا وجد آفریں ترانہ گاتے ہوئے اسی نور و رحمت کی بستی کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ خلیل اللہ نے دعا کی تھی

فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات — مولا! لوگوں کے دل ادھر پھیر دے اور انہیں یہاں ہر قسم کے میوے عطا فرما۔

یہ نورانی بستی خلیل اللہ، ہاجرہ بی بی، حضرت اسماعیل، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بے شمار صحابہ کرام کی بابرکت یادگاروں کو اپنے آغوش میں رکھتی ہے۔

حرم مکہ

حضرت آدم علیہ السلام جب مکہ میں تشریف لائے تو خدا تعالے نے شیاطین سے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے فرشتوں کو بھیجا، ان فرشتوں نے مکہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا، جو زمین اس حلقہ کے اندر آگئی اس کا نام حرم

ہے،
یہ وہ قابل احترام قطعہ زمین ہے جہاں خدا کے رسول ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے اور پا پیادہ چلتے تھے۔

جدہ کی طرف سے جاتے ہوئے جب مکہ معظمہ ۷ میل دور رہ جاتا ہے تو حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے۔

وہ بڑے ہی خوش نصیب لوگ ہوں گے جو اپنے مولا کے گھر کی زیارت کے لئے یہیں سے ننگے پاؤں ہو جاتے ہیں اور گھر والے مولا کے شوق دید میں جھکتے اور گرتے ہوئے، سر کے بل اس کی جناب میں حاضر ہوتے ہیں۔

مسجد حرام

خانہ کعبہ کے چاروں طرف دالانوں والی جو دل کش اور دل نواز عمارت ہے اسے مسجد حرام کہتے ہیں۔

یہ مسجد گویا اصل ہے اور ساری مسجدیں اسکی نقل ہیں اس مسجد میں ایک رکعت نماز کا ثواب ایک لاکھ رکعتوں کے برابر ہوتا ہے۔

مسجد حرام کی تاریخ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ تک مسجد حرام کی کوئی چہار دیواری اور حد بندی نہیں تھی، صرف کعبہ شریف کے چاروں طرف مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ تھی، اس کے بعد مکہ والوں کے مکانات شروع ہو جاتے تھے۔

لوگ گلی کوچوں سے مسجد میں داخل ہوتے اور طواف کر کے چلے جاتے،

حضرت عمرؓ کے دور میں مطاف نمازیوں کے لئے ناکافی ہونے لگا تو ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے آس پاس کے مکانات خرید کر طواف کی جگہ کو وسیع کر دیا۔

پھر حضرت عثمانؓ اور عباسی خلفاء نے اپنے اپنے عہد میں مسجد حرام کو وسیع کیا۔

مسجد حرام کی موجودہ (قدیم) عمارت کی شان و شوکت ترکی بادشاہوں خاص طور پر سلطان مراد بن سلیم کے حسنِ عقیدت کی یادگار ہے۔

مسجد حرام کا رقبہ ۴۸۴۸۰ مربع فٹ ہے اس کے چاروں طرف ۲۴ دروازہ ہیں مسجد کے کھلے صحن میں جو کنکریاں بچھی ہوئی ہیں وہ حضرت عمرؓ کے دور کی یادگار ہیں، حرم کے ۷ مینارے ہیں جن پر اذان دی جاتی ہے۔

حرم شریف کی تعمیر جدید

یہ جو کچھ عرض کیا گیا وہ ترکوں کے دور کی عمارت کا تذکرہ تھا سعودی حکومت مسجد حرام کی توسیع اور اس کے لئے جدید شاندار دو منزلہ دالانوں کی تعمیر کا جو تاریخی کام انجام دے رہی ہے۔ جدید تعمیر پر پانچ کروڑ ریال کے صرفہ کا اندازہ ہے، اس توسیع کے بعد مسجد حرام تین گنی زیادہ وسیع ہو جائے گا، آج اس میں ایک لاکھ آدمی نماز پڑھتے ہیں لیکن جدید عمارت میں تین لاکھ انسان بیک وقت نماز پڑھ سکیں گے۔

جدید اسکیم میں صفا، و مروہ کو حرم کی عمارت کے اندر لیا جا رہا ہے۔

مسعیٰ کو مسجد حرام میں شامل کرنے کا کام اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ہے اور اس اقدام کی اہمیت کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہوں نے مسعیٰ کے چاروں طرف دکانیں دیکھی ہیں اور خرید و فروخت کا غل شور دیکھا ہے۔

اب سعی کرنے والا پورے سکون اور خشوع و خضوع کے ساتھ سعی کیا کرے گا۔

سعودی حکومت توسیع و تعمیر حرم شریف کا جو تاریخی کارنامہ انجام دے رہی ہے اس کے لئے وہ پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے مبارکباد اور شکریہ کی مستحق ہے۔ اس تعمیر کے بعد مسجد حرام دنیا کی بے مثال عمارت ہوگی

مسجد حرام کا سعودی پلان

(۱) حرم شریف کی عمارت نئے نقشہ کے مطابق ۳۳۰۰۰ فٹ کے رقبہ میں کشادہ ہو جائے گی اور اگر دوسری منزل کی وسعت کو بھی جوڑا جائے تو یہ ۴ لاکھ فٹ رقبہ بنے گا۔

(۲) حرم محترم کے چاروں طرف کشادہ سڑکیں بنائی جائیں گی اور باغات لگائے جائیں گے، تاکہ حرم شریف کی فضاء میں خنکی اور ٹھنڈک رہے۔ صفاء کی طرف ایک خاص باغ ہوگا، اس باغ کے بیچ میں حضرت ارقم کے مکان کی وہ تاریخی عمارت ہوگی جہاں حضرت عمرؓ ایمان لائے تھے۔

(۳) صفا اور مروہ اور کعبہ کے درمیان میں جو دیوار ہوگی اسمیں شیشے کے دروازے ہوں گے تاکہ سعی کرنے والا ہر وقت کعبہ کی زیارت کرتا رہے اس وقت صفا، اور مروہ پر چڑھ کر ہی کعبہ نظر آسکتا ہے۔

(۴) ترکی دور کے دالانوں کو باقی رکھا جائے گا اور موجودہ دروازوں کے سامنے جدید دروازے تعمیر ہوں گے۔

(۵) حرم شریف کے اطراف میں حجاج کے لئے آرام دہ مکانات تعمیر ہوں گے۔

جدہ کے قریب سلیٹی رنگ کے دھاری دار پتھر کی ایک کان نکلی ہے، اسی پتھر کی ٹکڑیوں سے یہ شاندار دالان تیار ہو رہے ہیں کام کی برق رفتاری اور جدید آلات کا استعمال بتا رہا ہے کہ ۵-۶ سال میں یہ عمارت مکمل ہو جائے گی۔

(غریب کا حج ۱۱۴)

حرم شریف کے بیچ میں یہ پرجلال، پرکشش اور محبوبانہ شان والا

کعبہ مکرمہ مستطیل کمرہ خانۂ خدا ہے۔

یہ سیاہ رنگ والا، سیاہ غلاف کے اندر، اس کا طول ۵۰ فٹ عرض ۴۰ فٹ، بلندی ۸۰ فٹ کے قریب ہے۔

(غریب کا حج ۱۳۲)

اس کے چاروں طرف سنگ مرمر کے فرش کا گول دائرہ ہے۔ اسے مطاف کہتے ہیں، کسی کے گھر کے دیوانے، گھر والے کی زیارت کے شوق میں اسی فرش پر چکر لگاتے ہیں اور کعبہ پر اپنی جان واری کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ زمین پر سب سے پہلا عبادت خانہ ہے، ـــ ان اول بیت وضع للناس ـــ یورپ کے مورخین نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ کعبہ سے زیادہ قدیم دنیا میں کوئی عبادت خانہ نہیں ہے۔

کعبہ سب سے پہلا عبادت خانہ بھی ہے اور سب سے آخری عبادت خانہ

بھی یہ اس وقت تعمیر ہوا جب دنیا تعمیر ہوئی اور یہ جب وقت مٹے گا سارا انتظام عالم مٹ جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر حضرت ابراہیم سے دو ہزار برس قبل فرشتوں کے ہاتھوں سے ہوئی، اس کے بعد آدم زمین پر آئے اور انہوں نے فرشتوں کے تعاون سے اصل جگہ کی تحقیق کر کے کعبۃ اللہ بنایا۔

تیسری مرتبہ حضرت شیث نے اسے تعمیر کیا، طوفانِ نوح کے بعد جب کعبہ کے آثار مٹ گئے تو حضرت ابراہیم و اسماعیل نے اسے بنایا،

پانچویں دفعہ قبیلہ جرہم نے اسے بنایا، اس قبیلہ میں حضرت اسماعیل کی شادی ہوئی تھی اور یہ قبیلہ زمزم کا چشمہ دیکھ کر یہاں آباد ہو گیا تھا۔

چھٹی مرتبہ مصر و شام کی حکمراں قوم عمالقہ نے اس کی تعمیر کی۔

سیل ارم کی وجہ سے جب اس کی دیواریں پھٹ گئیں تو قریش نے کعبہ کو بنایا، اس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ برس کی تھی آپ نے اس تعمیر میں حصہ لیا اور حجرِ اسود حضور کے ہاتھوں نصب ہوا،

قریش نے کعبہ کی تعمیر میں حلال کمائی لگانے کا عہد کیا تھا اس لئے قریش کے پاس جب حلال کمائی کی رقم باقی نہ رہی اور تعمیر کا سامان کم ہو گیا لہٰذا انہوں نے کچھ حصہ کو الگ کر کے باقی کو مکمل کر دیا وہ حصہ جو کعبہ میں شامل ہونے سے رہ گیا اس کا نام حطیم ہے۔

آٹھویں دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے کعبہ کو بنایا اور انہوں نے کعبہ کو حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر مکمل کیا۔

حضور نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا،

عائشہ! میرا جی چاہتا ہے کہ حطیم کو دوبارہ کعبہ کے اندر شامل کر دوں، لیکن قریش کی مخالفت کا خیال ہے۔

عبداللہ ابن زبیر نے حضور کی اسی خواہش کو پورا کیا۔

ابن زبیر نے کعبہ کے دو دروازہ بنائے تھے، ایک داخل ہونے کا اور ایک نکلنے کا،

نویں دفعہ حجاج ابن یوسف نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اور عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کو ختم کر کے حطیم کے حصّہ کو پھر الگ کر دیا۔

حجاج نے ابن زبیر کے خلاف چڑھائی کر کے انہیں قتل کیا تھا، اس کے بعد ایک عباسی خلیفہ نے کعبہ کو توڑ کر حضور کی خواہش کو پورا کرنا چاہا لیکن حضرت امام مالک نے اسے روک دیا اور فرمایا۔

ایسا کرنے سے کعبہ سلاطین و خلفاء، کا کھلونا بن جائے گا۔ اس وقت سے اب تک کعبہ اسی حالت میں قائم ہے۔

طواف میں حطیم کو شامل کیا جاتا ہے، اس کے اندر نماز پڑھنے کا وہی اجر ہے جو کعبہ کے اندر پڑھنے کا ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت اسماعیل اور ہاجرہ اسی زمین کے نیچے مدفون ہیں،

کعبۃ اللہ کے چار کونوں کا نام ان کے مقابل شہروں کے نام سے منسوب ہے

حجر اسود والا گوشہ رکن اسود اور اسے رکن ہندی بھی کہتے ہیں، اس کے

بعد طواف کرنے والے کو رکن عراقی ملتا ہے، پھر رکن شامی اور اس کے بعد رکن یمانی

حطیم بیت اللہ شریف کے گوشہ عراقی اور گوشہ شامی کے درمیان بیضوی شکل کا جو قطعہ زمین ہے اسے حطیم کہتے ہیں۔

یہ حصہ سنگ مرمر کی قد آدم دیوار سے گھرا ہوا ہے۔ اور اس میں رکن عراقی اور رکن شامی دونوں طرف آنے جانے کا راستہ ہے، اسکی لمبائی ۲۰ گز اور چوڑائی ۱۵ گز ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ موجودہ حطیم کا سارا حصہ بیت اللہ کا حصہ ہے یا اسمیں کچھ اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے صرف حطیم کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھی جائے، بیت اللہ کو ضرور سامنے رکھا جائے۔

کعبہ شریفہ کی فضیلت!

امام غزالی نے لکھا ہے۔

آج جو آنکھیں کعبہ کی زیارت کرینگی آخرت میں خدا تعالےٰ ان میں اپنے دیدار کی طاقت پیدا کر دے گا۔

حدیث میں آیا ہے، طواف کرنا بہترین عبادت ہے، حاجی کو جتنا وقت ملے، طواف کرنا چاہئے۔

کعبہ پر نظر کرنا بھی مستقل عبادت ہے۔

کعبہ میں داخلہ!

کعبہ کا دروازہ حج کے ایام میں کھولا جاتا ہے، کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ لیکن اس مقدس گھر میں داخلہ آسان کام نہیں، شیبی کے خاندان کے جو صاحب کلید بردار ہیں وہ داخلہ کی نذر وصول کرتے ہیں اور اس کے باوجود

بھی کثرت ہجوم کمزور انسانوں کے لئے مستقل مسئلہ ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسے کمزور بندوں پر بڑا فضل و کرم فرمایا کہ کعبہ کے ایک حصّہ حطیم کو بالکل کھلا رکھا، اس کے اندر نماز کا وہی اجر ہے جو اندر نماز کا حکم ہے۔ داخل ہونے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ کعبہ میں داخل ہو کر ادھر ادھر نہ دیکھیں۔ داخل ہو کر سیدھے سامنے کی دیوار کی طرف جائیں اور جب تین ہاتھ کے قریب دیوار رہ جائے تو وہیں کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کریں۔

اسی جگہ حضور نے نماز ادا کی ہے۔

اسی جگہ کے قریب دو ستونوں کے درمیان ایک سبز مصلے ہے، اس کو مصلائے نبی یعنی حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ کہا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔

نماز کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کرنی چاہیئے۔

کعبہ کے اندر تین لکڑی کے ستون ہیں، انہی ستونوں پر کعبہ کی چھت قائم ہے یہ ستون عبداللہ ابن زبیر کے عہد کے ہیں۔

تیرہ سو برس گذر جانے کے باوجود یہ ستون ایسے مضبوط ہیں جیسے پہلے تھے۔

تاریخ مکہ کا مصنف کہتا ہے۔ اِس وقت پوری دنیا میں لکڑی کی اتنی قدیم یادگار نہیں ہے جتنی یہ ستون ہیں۔

کعبہ کی کلید کعبہ کی کنجی تیرہ سو برس سے شیبی خاندان میں چلی آرہی ہے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عطا کی زندہ کرامت ہے۔ مکہ کے قیام میں ایک دفعہ حضور نے اس خاندان کے بزرگ حضرت عثمان ابنِ طلحہ سے کنجی مانگی، انہوں نے انکار کر دیا۔ جب حضور نے مکہ فتح کیا تو عثمان

سے کنجی لے کر مکہ میں داخل ہوئے کعبہ پر مسلمانوں کے اقتدار آچکا تھا۔ حضرت عباس نے چاہا کہ اب کنجی ہمارے پاس آجائے۔ چنانچہ چچا نے کنجی مانگی حضور نے فرمایا۔ عثمان کو بلاؤ، عثمان آئے، آپ نے وہ کنجی عثمان کے حوالہ کر دی اور فرمایا۔

یہ کنجی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گا، اسے چھیننے والا ظالم ہوگا۔ آج حرم کا سارا انتظام حکومت کے ہاتھ میں ہے لیکن دیکھ کس میں ہمت رکھی ہے کہ وہ عثمان کے خاندان سے کعبہ کی کنجی چھین لے۔

بیت اللہ کا غسل بیت اللہ کو سال میں دو دفعہ اندر سے غسل دیا جاتا ہے ایک بار موسم حج ذی قعدہ کے مہینہ میں دوسری بار محرم میں جب حاجی واپس ہو جاتے ہیں۔

غسل کا یہ رواج عہد رسالت سے چلا آرہا ہے، سلطان اور ان کے افسران اس غسل میں شریک ہوتے ہیں، آب زمزم، گلاب، مشک و عنبر سے غسل ہوتا ہے۔ غسل کے وقت مطاف خالی کرا لیا جاتا ہے۔ اور غسل کے بعد کھول دیا جاتا ہے لوگ اس تبرک کو لے جاتے ہیں، یہ متبرک پانی پہلے مقام جبریل میں جمع ہو جاتا تھا۔

کعبہ کا احرام ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو کعبہ کے نیچے حصہ میں سفید چادر باندھی جاتی ہے، یہ کعبہ کا احرام ہوتا ہے، دسویں تاریخ کو نیا غلاف پہنایا جاتا ہے۔

جب غلاف تبدیل ہوتا ہے تو اس وقت حجاج منیٰ میں ہوتے ہیں جو لوگ اسی روز طواف زیارت کرنے آتے ہیں وہ اس کی زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

کعبہ کا دروازہ کعبہ کے دروازہ پر بھی بہت سے انقلابات آئے ہیں مختلف دوروں میں مختلف سلاطین نے اسے پہلے سے زیادہ خوبصورت اور قیمتی بنانے کی کوشش کی۔

موجودہ دروازہ سعودی دور کی یادگار ہے، یہ دروازہ صندل کی لکڑی کا ہے، اس پر چاندی کا پترہ چڑھا ہوا ہے اور سونے کے پانی سے اس پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔

چاندی سونے کے پترہ کا وزن (۲۸۰۰۰) درہم ہے یہ تین سال میں تیار ہوا ہے، ۱۳۶۶ھ ذی الحجہ کی پندرھویں تاریخ کو یہ دروازہ لگایا گیا تھا۔

ملتزم چمٹنے کی جگہ کو کہتے ہیں یہ کعبہ کی دیوار کا وہ حصہ ہے جو حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے درمیان واقع ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کعبہ کے اس حصہ سے چمٹ کر رویا کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور ملتزم سے اس طرح لپٹتے اور چمٹتے تھے جس طرح بچہ اپنی ماں سے چمٹتا ہے۔

اس مقام پر جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

میزابِ رحمت کعبہ کی چھت میں حطیم کی طرف سونے کا پرنالہ لگا ہوا ہے اسے میزاب رحمت کہتے ہیں، بارش کا پانی اسی پرنالہ سے گرتا ہے۔

حضور نے فرمایا ہے، جو شخص میزاب کے نیچے دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

مقام جبریل کعبہ کے دروازہ کے مقابل آٹھ فٹ مربع ایک گڑھا تھا اسے مقام جبریل کہتے تھے، کہا جاتا ہے کہ حضور نے حضرت جبریل کے ساتھ اسی جگہ نمازیں ادا کی تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس جگہ حضرت ابراہیم نے تعمیر کعبہ کے وقت گارا بنایا تھا۔

اس گڑھے کو موجودہ حکومت نے ہموار کرا دیا ہے۔

باب السلام مقام ابراہیم اور زمزم کے پاس سنگ مرمر کے دو ستون پر محراب بنا کر دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ اسی جگہ وہ قدیم باب السلام تھا جہاں سے حضور کے عہد میں کعبہ میں داخلہ ہوتا تھا، اس دروازہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے عہد پاک میں مسجد حرام صرف مطاف کی جگہ کا نام تھا۔

عمرہ کے طواف کے لئے اسی دروازہ سے داخل ہونا افضل ہے۔ کیونکہ یہ عہد رسالت کے دروازہ کی یادگار ہے۔

مطاف طواف کی جگہ بیضوی شکل کی ہے، یہ مغرب سے جنوب تک ۲۰ گز، مشرق سے شمال تک ۱۳ گز، مشرق سے مغرب تک ۴۴ گز شمال سے جنوب تک ۲۶ گز کے قریب ہے۔

اس حساب سے طواف کے ہر چکر میں ایک سو گز کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور سات چکروں میں نصف میل کے برابر مسافت ہو جاتی ہے۔

مطاف کی جگہ یوں تو ہر طرف سے بہت کشادہ ہے لیکن کعبہ کے دروازہ اور مقام ابراہیم کے درمیان کی جگہ بہت تنگ ہے۔ یہاں سے طواف کرنے والوں کو

ہجوم کے زمانہ میں بہت دشواری سے گذرنا پڑتا ہے

موجودہ حکومت نے اس تنگی کو دور کرنے کے لئے مقام ابراہیم کو یہاں سے ہٹا کر دور رکھنا چاہا تھا مگر علماء کرام نے اسکی اجازت نہیں دی۔

مقام ابراہیم کے معنی ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کے ہیں، یہ وہ مقدس پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے کعبہ کی دیواروں کو بلند کیا تھا! یہ پتھر کعبہ کے مقدس معمار کو پاڑ کا کام دیتا تھا۔

یہ پتھر ضرورت کے وقت اونچا ہو جاتا تھا اور جب پتھر اور گارا لینے کے لئے حضرت ابراہیم نیچے ہونا چاہتے تھے تو یہ نیچا ہو جاتا تھا۔

یہ پتھر تین بالشت اونچا اور دو بالشت چوڑا ہے، اس پر چاندی کا پترہ چڑھا دیا گیا ہے صرف وہ جگہ کھلی ہوئی ہے جہاں حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کا نشان پڑا ہوا ہے۔

یہ پتھر بڑی تاریخی عظمت رکھتا ہے۔ جبریل امین اس پتھر کو جنت سے لائے تھے، حضرت صدیق اکبر کے عہد تک مقام ابراہیم کعبہ کے قریب اپنی اصلی جگہ پر رکھا ہوا تھا، عہد فاروقی میں ایک سیلاب آیا جس میں مقام ابراہیم بہہ گیا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی، آپ خود تشریف لائے اور اسے کعبہ سے ذرا ہٹا کر اس جگہ رکھوا دیا جہاں آج رکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد مقام ابراہیم کو ایک محفوظ کوٹھری میں رکھ دیا گیا، جس پر ایک قبہ بنا دیا گیا۔ غور کیجئے، اس پتھر پر ہزاروں برس گزرے، دھوپ پڑتی رہی بارشیں ہوتی رہیں، ہزاروں لاکھوں انسان اسکو چھوتے رہے، لیکن قدم خلیل

کا نقش مٹنے نہ پایا۔

کلانیوں کا تمدن مٹ گیا، روما اور یونان کے آثار بے نشان ہو گئے۔ دارا رہا نہ سکندر، چنگیز رہا نہ ہلاکو، لیکن ابراہیم خدا کے پیارے تھے۔ ان کا ایک ایک نشان آج تک محفوظ ہے۔

صحیح ہے، جو خدا کا ہو جاتا ہے، ساری خدائی اسکی ہو جاتی ہے سورج کی شعاؤں نے، بارش کی بوندوں نے، ہواؤں کے جھونکوں نے اور کائنات کی ہر قوت نے ابراہیم کے نقش قدم کی حفاظت کی۔

یوں تو سارا کعبہ خدا کی عبادت کے لئے ہے لیکن قرآن کریم نے اپنے فرمانبردار بندوں کو خصوصیت کے ساتھ ابراہیم کے نقش قدم پر سر جھکانے کا حکم دیا اور فرمایا۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی۔ — ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز پڑھنے کا ٹھکانا بناؤ۔

طواف کے بعد اس مقام پر دو رکعت نماز ادا کرنا واجب ہے، البتہ شریعت نے آسانی دی ہے کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے اگر دشواری ہو تو اس کے آس پاس جہاں جگہ ملے وہاں دو رکعت ادا کرے۔

پہلے آزادی کے ساتھ ہر شخص اسکی زیارت کر سکتا تھا، مگر اب ممکن نہیں جن خوش قسمتوں کو موقع مل جاتا ہو گا وہ خلیل اللہ کے نقش پا پر آنکھیں مل کر اپنے جذبہ شوق کو تسکین دیتے ہوں گے۔

حجرِ اسود تاریخ سے یہ بات معلوم نہیں ہو سکی کہ حجرِ اسود جب زمین پر اتارا گیا تو یہ کتنا بڑا تھا موجودہ شکل میں حجرِ اسود چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جنہیں چومنے والوں کی آسانی کے لئے زمرد کے بڑے بیضوی ٹکڑے میں مسالے کی مدد سے فٹ کر دیا گیا ہے۔

یہ بیضوی ٹکڑا چاندی کے چوکھٹے میں محفوظ ہے اور پھر اسے کعبہ کی دیوار کے ایک گوشہ میں زمین سے ۵ فٹ بلند نصب کر دیا گیا ہے۔

حجرِ اسود کا یہ چوکھٹا اس بات کی علامت ہے کہ کعبہ کا طواف اس گوشہ سے شروع کرنا ہے، یہ پتھر بھی عہد ابراہیمی کی مقدس یادگار ہے، ملتِ ابراہیمی کے حلقہ بگوش اس پتھر کو بھی چومتے ہیں۔ اس پر پیشانی رکھتے ہیں اور کعبہ کے معمار کی بے مثال قربانی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

دنیا کے بت پرست اپنی خفت کو مٹانے کے لئے مسلمانوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسلمان کعبہ میں پتھر کی پوجا کرتے ہیں۔ اے کاش! وہ بدنصیب ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر کعبہ کی زیارت کرتے اور پھر دیکھتے کہ یہاں کسی پتھر کی پوجا نہیں ہوتی یہاں تو ربِ کعبہ کی پوجا ہوتی ہے۔ اسی کے سامنے سر جھکتا ہے۔ اسی کے سامنے طلب و سوال کے ہاتھ اٹھتے ہیں۔

بت پرستوں کی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہو کر یہ فرمایا تھا۔

میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے
نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع

پھر آپ کے جانشین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے اس جملہ کو دوہرایا،

پھر حضرت عمرؓ نے بھی اس اعلان کا اعادہ کیا اور ساتھ ہی فرمایا —
میں نے اپنے رسول کو تجھے چومتے دیکھا ہے اس لیے چوم رہا ہوں۔
(فتح القدیر کتاب الحج بحوالہ
مصنف ابن ابی شیبہ)

مقام ابراہیم اور حجر اسود کی تحقیق

مقام ابراہیم اور حجر اسود — یہ دونوں پتھر جنت سے لائے گئے ہیں یا زمین کے پتھروں میں سے ہیں؟

اس میں سلف کی آراء مختلف ہیں،

ترمذی کتاب الحج میں حضرت ابن عباس کی روایت ہے۔

نزل الحجر الاسود من الجنته وھو اشد بیاضاً من اللبن فسودته خطایا ابن آدم

حجر اسود جنت سے آیا ہے، یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا مگر انسانوں کی خطاؤں سے یہ سیاہ ہو گیا۔

ترمذی کتاب الحج کی دوسری روایت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے۔ اسمیں ہے،

ان الرکن والمقام یاقوتان من یاقوت الجنۃ طمس اللہ نورھما ولعلم یطمس نورھما لاضاءتا ما بین المشرق والمغراب

حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں دو یاقوت ہیں خدا تعالےٰ نے ان کی روشنی سلب کرلی ورنہ یہ مشرق و مغرب کو روشن

کردیتے،

مسند احمد جلد ۲ ص (۲۱۱) میں حضرت عبداللہ ابن عمر ابن عاص کی ایک روایت ہے۔

ان الحجر یاتی یوم القیامۃ اعظم من جبل ابی قبیس لہ لسان وشفتان

حجراسود قیامت کے دن ابوقبیس پہاڑ سے بھی بڑا ہو کر آئے گا، اس کی ایک زبان ہوگی اور دو ہونٹ ہوں گے۔

حاکم کی روایت میں اتنی زیادتی ہے۔

وہ اس زبان سے ہر اس مسلمان سے کلام کریگا جس نے اسے بوسہ دیا ہے۔

اور یہ حجر اسود خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہے جس سے وہ اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے صحابہ کرام میں حضرت عائشہ، حضرت انس، تابعین میں حضرت مجاہد اور حضرت مسیب کی رائے یہی ہے کہ یہ دونوں پتھر جنت سے لائے گئے ہیں۔

البتہ محمد ابن حنفیہ کا قول یہ ہے کہ حجر اسود دنیا کے پتھروں میں سے ہے۔

محدثین نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اوپر والی روایتوں میں چونکہ بعض راویوں میں کلام کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ روایات کمزور ہو گئی ہیں اور اس بات کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے کہ رکن ومقام کو دنیا کا پتھر کہدیا جائے، جیسا کہ محمد ابن حنفیہ کی رائے ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ الدھلوی نے حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۶۵ میں دونوں احتمال بیان کئے ہیں۔

زمزم شریف یہ مشہور مقدس چشمہ ہے جو حضرت اسماعیل کی ایڑوں کی رگڑ سے

قدرت نے نمودار کیا اور اس سے پیاسے اسماعیل کی پیاس بجھائی۔

زمزم اب ایک کنویں کی شکل میں ہے، اس پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے اوپر کا طبقہ مقام شافعی کہلاتا ہے جہاں اذان و تکبیر کہی جاتی ہے۔

اس کنویں کی گہرائی ۷۰ گز ہے، اوپر کا منہ ۲ گز چوڑا ہے، ۷ گز پر پانی ہے اور پانی کی سطح سے نیچے لوہے کی ایک جالی ہے تاکہ اگر کوئی چیز گر پڑے تو آسانی سے نکال لی جائے۔

یہ کنواں کیا ہے، حضرت اسماعیل کے فیض عظیم کی زندہ کرامت ہے حج کے ایام میں رات دن اسمیں سے پانی کھینچا ہے اور لاکھوں انسان دن رات پیتے ہیں جسم پر ملتے ہیں اور بھر بھر کر گھر لاتے ہیں لیکن اس میں کمی نہیں ہوتی۔

اس بابرکت چشمے کی تاریخ یہ ہے کہ جب حضرت حق کے حکم سے سیدنا خلیل اللہ اپنے معصوم اکلوتے بیٹے اسماعیل اور اپنی صابر بیوی حضرت ہاجرہ کو عرب کے اس لق و دق صحرا میں چھوڑ کر گئے تو چند روز کے بعد ان کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا، آخر تھوڑی سی کھجوریں اور ایک مشکیزہ پانی کا کب تک چلتا عرب کی چلچلاتی دھوپ، آدم نہ آدم زاد، بچہ پیاس سے بے چین ہونے لگا، ماں بے قرار ہو کر پانی تلاش میں قریب کی دو پہاڑیوں پر پہنچیں یہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں تھیں، ہاجرہ دوڑ کر کبھی صفا کے اوپر چڑھتیں کبھی مروہ کے اوپر آتیں۔ سات دفعہ حضرت ہاجرہ نے چکر لگائے، ساتویں دفعہ کے بعد نیچے آکر حضرت ہاجرہ نے بچہ کو دیکھا معصوم کا پیاس سے کیا حال ہے؟ آکر

قدرت کا کیا کرشمہ دیکھتی ہیں کہ اسمٰعیل پیاس کے مارے جس جگہ ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہاں پانی ابل رہا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے اس پانی کو دونوں ہاتھوں سے روکا اور فرمایا۔ زم، زم، زم، زم رُک جا۔ رُک جا۔

چند روز کے بعد قبیلہ جرہم ادھر سے گزرا اور پانی کا چشمہ دیکھکر اس جگہ آباد ہو گیا۔

یہ مکہ کی پہلی آبادی تھی، اس قبیلہ میں حضرت اسماعیل پھلے پھولے جوان ہوئے، اسی میں ان کی شادی ہوئی۔

حضرت ہاجرہ نے نوے برس کی عمر میں وفات پائی۔

اس دوران میں حضرت ابراہیم شام سے دو تین مرتبہ بال بچوں کو دیکھنے آئے تیسری مرتبہ جب آئے تو بچہ ہوشیار ہو گیا تھا، باپ نے بیٹے سے کہا۔ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ یہاں اس کا گھر بناؤں، توحید کا مرکز تعمیر کروں، ماں بیٹوں کو اس صحرائے خشک میں آباد کرنے کا جو مقصد تھا وہ پورا کیا جائے۔

بیٹا مزدور بنا، باپ نے تعمیر کا کام شروع کیا، پاڑ کی جگہ جنت سے جبریل امین پتھر (مقام ابراہیم) لائے، خدا کا گھر تیار ہوا،

خدا تعالےٰ کو باپ بیٹوں کی یہ محنت بہت پسند آئی اور قیامت تک کے لئے ہر توحید پرست پر جو آنے جانے کے قابل ہو بیت اللہ میں حاضر ہونا اور ابراہیمی یادکو تازہ کرنا فرض قرار دیدیا گیا۔

زمزم کے متعلق رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ اگر حضرت ہاجرہ اس پانی کو نہ

روکتیں تو یہ سارے عرب کو سیراب کر دیتا،

زمزم کا چشمہ کچھ عرصہ کے بعد پٹ گیا اور آنے والی نسلیں اسے بھول گئیں،
جب حضور کی ولادت باسعادت کا زمانہ قریب آیا تو آپ کے دادا جناب عبدالمطلب
کو خواب میں وہ کنواں دکھایا گیا، آپ نے اسے صاف کرایا اور اس طرح حضور کی
برکت سے یہ کنواں دوبارہ دنیا کو سیراب کرنے لگا،

حدیث میں زمزم کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضور نے فرمایا۔

زمزم جس مقصد سے پیا جائے گا وہ مقصد پورا ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے، زمزم پیٹ بھرنے کے لئے غذا ہے، بیماری دور کرنے
کے لئے شفاء ہے۔

زمزم کی کیمیاوی تحلیل کرنے والے ڈاکٹروں نے اس میں متعدد قسم کے معدنی
نمک پائے ہیں اور اس پانی کی زندہ کرامت کا اعتراف کیا ہے یہ سالہا سال رکھا
رہتا ہے مگر اسمیں نہ مہک پیدا ہوتی ہے نہ خراب ہوتا ہے۔

صفا اور مروہ کی پہاڑیاں

یہ دونوں پہاڑیاں بیت اللہ شریف کے قریب ہیں، دونوں کے درمیان تقریباً
دو فرلانگ کا فاصلہ ہے، ان دونوں کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔ سعی کے سات
چکروں میں پونے دو میل کی مسافت طے ہوتی ہے۔

پہلے یہ پہاڑیاں بلند ہوں گی، اب صرف کچھ بلند و چبوترے ہیں،
چڑھنے والوں کی آسانی کے لئے ان پر سیڑھیاں بنادی گئی ہیں اور پہاڑیوں
کا کچھ حصہ کھلا رکھا گیا ہے، انہی پر چڑھ کر حاجرہ صدیقہ نے پانی تلاش کیا تھا۔

ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان پہلے کچھ حصہ نشیبی تھا حضرت ہاجرہ جب اس نشیب میں آتیں تو حضرت اسماعیل ان کی نظروں سے اوجھل ہوجاتے تو یہ وہاں سے دوڑ کر آگے بڑھتیں اور نشیب سے نکل کر اسماعیل کو دیکھتیں اور کلیجہ ٹھنڈا کرتیں،

وہ نشیب گو اب موجود نہیں ہے مگر اتنے حصہ میں جلدی چلنا حضرت ہاجرہ کی یاد میں قیامت تک سنت رہے گا، یہ ٹکڑا تین گز کے قریب ہے،

اس نشیب کی نشاندھی کے لئے اب دونوں طرف سبز ستون نظر آتے ہیں، انہیں " میلین اخضرین " کہتے ہیں،

اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کی پسندیدہ ادائیں کس طرح باقی رکھتا ہے ایک ایک ادا کو شریعت بنا دیا، ہاجرہ نے سات پھیرے کئے تھے۔ لیکن قیامت تک لاکھوں انسان کتنے پھیرے کریں گے اور اب تک کتنے پھیرے ہو چکے ہیں؟

میدانِ عرفات

مکہ معظمہ سے تقریباً ۹ میل دور یہ تاریخی میدان ہے (۱۰ ۔ ۱۲) مربع میل کے اندر پھیلا ہوا ہے، چاروں طرف خشک پہاڑ ہیں۔

۹ ذی الحجہ کو اسی صحرا میں لاکھوں حاجیوں کا قافلہ خیمہ زن ہوتا ہے اور شام تک دعا، استغفار، توبہ اور نماز میں مشغول رہتا ہے اس قیام کو اصطلاح شرع میں " وقوف عرفات " کہتے ہیں۔ یہ حج کا رکن عظیم ہے اس میدان کے شروع میں مسجد نمرہ ہے، جس کا دوسرا نام مسجد ابراہیم ہے، امام اسی مسجد میں عرفات کا خطبہ دیتا ہے۔

اس میدان کے آخر میں ایک مقدس پہاڑی ہے جسے "جبل رحمت" کہتے ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پہاڑی کے دامن میں وقوف فرمایا تھا، اور اسی جگہ اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر حجۃ الوداع کا تاریخی خطبہ دیا تھا۔

یہ جگہ موقف النبی اور موقف اعظم کہلاتی ہے، اس جگہ ٹھیرنا افضل ہے۔

اسی میدان میں عرفہ کے دن دین حق کی تکمیل کا اعلان ہوا اور حضور نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا پیغام امت کو سنایا۔

حضرت آدم کی دعا بھی اسی میدان میں قبول ہوئی تھی۔

منیٰ کا میدان

یہ میدان عرفات سے پہلے ہے اور مکہ سے ۴ میل کے فاصلہ پر مشرق کی جانب ہے، اس میدان کا رقبہ طول میں ۲ میل اور عرض میں ایک میل کے قریب ہوگا۔

یہ میدان حضور کے عہد میں تو میدان ہی تھا مگر اب اس میں پختہ مکانات ہیں جن میں حاجی لوگ ٹھیرتے ہیں، ضروریات کی دکانیں بھی اس میں کافی ملتی ہیں۔

۸ ذی الحجہ کو اس میدان میں حجاج قیام کر کے پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں یہیں حضرت اسماعیل کو قربانی کے لئے خلیل اللہ نے پچھاڑا تھا، وہ جگہ بطور یادگار اب تک محفوظ ہے، حاجی لوگ اس کی یاد میں اسی میدان میں حج اور عید کی قربانی کرتے ہیں۔

اسی میدان میں "مسجد خیف" ہے حضور نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اسی مسجد میں نماز پڑھائی تھی، اسی وادی میں تینوں شیطان ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، یہ تین ہودیاں ہیں جنکے بیچ میں چھوٹے چھوٹے مینارہ بنے

ہوئے ہیں،

اسی وادی کے قریب وادی محسّر ہے، اس وادی میں ہاتھیوں والا بادشاہ ابابیل کی سنگ باری سے ہلاک ہوا تھا۔

مزدلفہ عرفات اور منیٰ کے درمیان "مزدلفہ" کی وادی ہے، یہاں عرفات سے لوٹ کر ۹ر اور ۱۰ر ذی الحجہ کی درمیانی شب کو قیام ہوتا ہے اور دعا واستغفار کیا جاتا ہے، اس وادی کا نام مشعرالحرام بھی ہے۔

یہاں ایک مسجد بھی ہے اس مسجد کو بھی مشعرالحرام کہتے ہیں،

جنت المعلیٰ یہ مکہ معظمہ کا پرانا تاریخی قبرستان ہے، مکہ سے ایک میل کے فاصلہ پر منیٰ کے راستہ میں وادی محصب کے قریب واقع ہے، ایک طرف پہاڑ ہے باقی ہر طرف سے کھلا ہوا ہے۔

اب اس کے بیچ میں سے سڑک نکال لی گئی ہے، اس بابرکت قبرستان کے انوار وبرکات کا کیا بیان ہو، یہاں ایک دو بزرگ مدفون نہیں، بے شمار آفتاب وماہتاب پیوند خاک ہیں حضور کے اجداد کرام۔ حضور کی وفادار اور اسلام کی جانثار بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ۔ حضور کے صاحبزادے قاسم، عبداللہ ابن عمر عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رض عبداللہ ابن زبیر رض حضرت حاجی امداد اللہ رح سب یہیں آرام فرما ہیں۔

زائرین کو سڑک کے دونوں طرف زیارت کر کے ایصال ثواب کرنا چاہیئے۔ ٹیکسی والے جلدی کی وجہ سے صرف ایک طرف کے حصے کو بتاتے ہیں اس قبرستان کے مزارات پر بڑے بڑے قبے تھے جو گرا دیئے گئے ہیں۔

غارِ حراء ، جبل نور جبل نور کے اوپر غار حرا ہے ، اسی غار میں حضور کا سینہ چاک کیا گیا تھا اور یہیں سب سے پہلے وحی نازل ہوئی تھی اور آپ کو نبوت کا منصب عطا ہوا تھا ،

جبل نور کی چڑھائی دو میل کی ہے اور نہایت خطرناک راستہ ہے ۔

جس جگہ حضور کا شق صدر ہوا تھا وہاں ترکی حکومت نے چہار دیواری کا ایک حصار بنا رکھا ہے ۔

اسی مقام سے اسی قدم نیچے اتر کر سیدھی جانب غارِ حرا ہے ، یہ راستہ نہایت پرخطر ہے ، انسان ذرا چوکا اور نیچے گرا ،

دو چٹانوں کے بیچ میں ایک پتلا راستہ ہے ، آدمی کو ٹیڑھا ہو کر نکلنا پڑتا ہے پھر غارِ حرا آتا ہے ۔

اللہ اکبر ، پہاڑ کی بلندی کو دیکھیے ، غار کے خطرناک راستوں کا تصور کیجیے حضور تلاش حق میں کیسی خطرناک خلوت میں چلہ کشی فرماتے تھے ، جہاں آدمی کا گذر مشکل تھا ،

نہ دھوپ کی پرواہ ہے ، نہ لوؤں کا خیال ہے ، ایک سناٹے کی جگہ ہے اتنی بلندی پر پانی اور کھانے کے انتظام کے ساتھ حضور چڑھتے تھے اور چالیس چالیس دن قیام فرماتے تھے ۔

جبل نور منیٰ کے راستہ میں بائیں طرف پڑتا ہے ۔

چڑھائی پر آدھے راستہ کے بعد ایک چبوترہ آتا ہے ، یہاں حضور آتے جاتے آرام لیتے تھے اور عبادت کرتے تھے ، سپاہیوں کو دے دلا کر اوپر

چڑھا جا سکتا ہے۔

لیکن وہاں کے کسی آدمی کو ساتھ لے جانا ضروری ہے، ورنہ بھٹکنے کا اندیشہ ہوتا ہے، جاننے والے لوگ وہاں ملتے ہیں۔

جبل ثور، غار ثور یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے تین میل پر ہے، ۲ میل کے قریب اس کی لبندی ہے۔ اس کی چوٹی پر وہ تاریخی غار ہے جہاں حضور نے اپنے یار غار صدیق اکبر کے ساتھ، ہجرت کے وقت تین روز تک پناہ لی تھی۔

قریش نشانِ پا، کو دیکھ کر غار کے منہ پر آپہنچے تھے لیکن غار پر مکڑی کا جالا اور پرندوں کا گھونسلا دیکھ کر واپس لوٹ گئے تھے۔

صدیق اکبر دشمنوں کے قدموں کی آہٹ سنکر ڈرنے لگے تھے اور حضور نے فرمایا تھا۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔

ابو بکر! ڈرو نہیں، خدا ہمارے ساتھ ہے۔

(قرآن مجید)

اس غار میں عبد الرحمان ابن ابی بکر دن میں دو دفعہ مکہ سے کھانا لایا کرتے تھے عامر ابن فہیرہ تمام دن کفار قریش کے ساتھ رہتے تھے اور شام کو بکریاں چرانے کے لئے ادھر آجاتے تھے اور قریش کی تمام خبریں حضور کو سنایا کرتے تھے۔

اس غار کی زیارت بہت مشکل ہے۔ عام حجاج کو حکومت کی طرف سے جانے کی ممانعت ہے، خاص خاص لوگ جاتے ہیں مگر کھانے پینے کا

معقول انتظام کر کے ساتھ لے جاتے ہیں،

جبل ابو قبیس یہ پہاڑ بیت اللہ کے سامنے ہے اور وہاں سے نظر آتا ہے یہ مکہ کے پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ ہے۔

حضرت عباس سے روایت ہے کہ جبل ابو قبیس پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح پر سب سے پہلے نظر آیا۔

ایک روایت کے مطابق طوفانِ نوح کے بعد حجر اسود اسی پہاڑ میں امانت کے طور پر محفوظ رہا۔

شق القمر کا معجزہ اسی پہاڑ پر پیش آیا، یہیں سے حضور نے چاند کی طرف اشارہ کر کے چاند کے دو ٹکڑے کیے۔

اس پہاڑ پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جسے مسجد ہلال کہتے ہیں یہاں سے اہل مکہ چاند دیکھتے ہیں۔

دار ارقم یہ جگہ صفا کے پاس ہے۔ آغاز اسلام میں حضور اسی جگہ چھپ کر اسلام کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی جگہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ ترکوں نے یہاں ایک مسجد بنا دی تھی جو سعودی دور میں ایک مدرسہ کی صورت میں تبدیل ہو گئی ہے، لیکن جیسا کہ پہلے پڑھ چکے ہیں ابھی حرم شریف کی وسعت اور نئی تعمیر جاری ہے۔ آئندہ یہ مبارک مقام بھی اس تعمیر میں داخل کر لیا جائے گا۔ اور اس کے اطراف میں ایک خوبصورت باغ بنایا جائے گا جس وقت یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں تعمیر کا کام جاری ہے۔

دار خدیجۃ الکبریٰ اس مبارک مقام پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اور یہیں پر حضور کی دیگر اولاد (حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم) کی پیدائش ہوئی تھی یہ تاریخی مقام شارع فیصل پر ایک گلی میں واقع ہے۔ یہ مقام بھی منہدم کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے اس جگہ پر ایک دار الحفاظ قائم کر دیا گیا ہے جہاں بچے قرآن پاک یاد کرتے ہیں۔

مولد النبی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ) محلہ "قشاشیہ" میں سوق اللیل نامی گلی میں یہ مقام واقع ہے۔ یہ جگہ بھی پہلے توڑ دی گئی تھی اب اس میں ایک کتب خانہ اور ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے اور نئی وسعت کے لحاظ سے یہ مقام اب بالکل لب سڑک آگیا۔ اور اس نئی سڑک کا نام شارع ملک سعود رکھا گیا ہے۔

مولد علی رض (حضرت علی رض کی پیدائش کی جگہ) یہ مقام شعب ابی طالب میں مولد النبی کے بالکل قریب ہے اس جگہ پر اب تک کوئی عمارت قائم نہیں کی گئی ہے۔ ممکن ہے حرم شریف کی نئی وسعت کے سلسلے میں اس جگہ کو بھی محفوظ کر لیا جائے۔ یہ مقام بھی شارع ملک سعود پر واقع ہے۔

دار سیدنا حمزہ یہاں پر حضرت حمزہ رض پیدا ہوئے تھے۔ یہ جگہ "مسفلہ" میں واقع ہے یہاں پر ایک مسجد ہے۔

مسجد تنعیم اسے مسجد عائشہ اور مسجد عمرہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رض نے حضور ص کے حکم کے مطابق عمرہ کا احرام یہاں سے باندھا تھا۔ یہ جگہ مکہ مکرمہ سے شمال کی طرف تین میل دوری پر واقع ہے۔ جو

لوگ پہلے عمرہ کے علاوہ مزید عمرے کرنا چاہتے ہیں وہ عموماً اس جگہ پر پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔ کیوں کہ یہ حرم شریف کی قریب ترین حد ہے۔ بعض لوگ یہاں تک پیدل بھی آتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر لوگ موٹر میں آتے ہیں۔ اور سہولت کے لئے احرام کی چادریں مکہ معظمہ ہی سے بدن پر ڈال لیتے ہیں اور اس مبارک مسجد میں پہنچکر بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق عمرہ کی نیت کر کے مکہ شریف واپس لوٹتے ہیں بیت اللہ کا طواف اور سعی اور حجامت سے فارغ ہو کر عمرہ پورا کرتے ہیں

مسجد جن اس تاریخی مقام پر جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام پاک سنا تھا۔ یہ جگہ بھی حرم شریف سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ اس مسجد کے قریب ہی حضرت خواجہ اجمیری رح کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کا مزار بھی کہیں واقع ہے۔ مگر آج کل اس کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔

مسجد خیف یہ منیٰ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اس مسجد کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔ یہ وہ مبارک مسجد ہے جہاں ستر پیغمبروں نے نماز ادا کی ہے اور ستر انبیاء یہاں آرام فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں جہاں وقوف فرمایا تھا۔ وہ جگہ ایک قبہ کی شکل میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ اس جگہ پر نماز پڑھ کے دعا کرنی چاہیے۔

غار مرسلات یہ تاریخی مقام بھی منیٰ میں واقع ہے یہاں سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی۔ اس مقام کی بڑی فضیلت ہے۔

مسجد الکبش یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل عم کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے تھے، اس وقت یہاں کوئی مسجد تو نہیں ہے۔

لیکن ایک بڑا کالا پتھر پڑا ہوا ہے۔ یہاں اس دعا کے علاوہ اور کیا مانگا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہی سچی محبت اور فرمانبرداری عطا فرمائے جس کا ثبوت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اس مبارک مقام پر صدیوں پہلے دیا تھا۔

جعرّانہ

یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں صحابہ کرام کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اس وقت پانی موجود نہیں تھا۔ آپ نے وضو فرمانے کے لئے پانی طلب فرمایا اور اس جگہ کلی فرمائی اس کی برکت سے یہاں پر پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اس مقام کو جہاد کی غنیمت تقسیم کرنے کے لئے پسند فرمایا گیا۔ آج بھی یہاں پر ایک کنواں پانی سے لبریز ہے۔ اور اس پر عمارت بنی ہوئی ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اس پانی میں لوہے کا جزو شامل ہے۔ اور اس کا پانی بہت سی بیماریوں کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اس جگہ سے بھی احرام باندھ کر عمرہ کیا جاتا ہے۔ عوام جعرانہ کے عمرہ کو "بڑا عمرہ" بھی کہتے ہیں۔

مدینہ منورہ

۲، کروڑ مسلمانوں کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ، خدا کے پیارے اور لاڈلے رسول کا دار الہجرت، دین حق کی پہلی راجدھانی، صدیق، فاروق، عثمان و حیدر جیسے کامیاب حکمرانوں اور تاجداروں کا دار الخلافہ، ابو عبیدہ خالد ابن ولید، سعد ابن ابی وقاص اور عمر ابن عاص جیسے بہادر سپہ سالاروں کی فوجی چھاونی، جبریل امین کی عقیدت گاہ،

وہ پاک سرزمین جہاں ملاء اعلیٰ کے قدوسیوں کو بھی چلنا نصیب ہو جائے تو فخر و شرف سے ان کا نصیب جاگ جائے،

وہ نورانی بستی جہاں دس برس تک وحی الہیٰ کے انوار نازل ہوتے رہے وہ خوش قسمت گلیاں اور کوچے جہاں رحمت عالم کے قدم مبارک پڑے۔

جہاں بیٹھ کر تاجدار عالم نے دین حق کو پھیلایا، سلاطین عالم کے نام فرمان جاری کئے، باطل کی سرکوبی کے لئے لشکر ترتیب دیئے، سرکاری وفود سے ملاقاتیں کیں، صلح و جنگ کے معاہدے طے کئے۔

جنگلوں میں جاکر امت کے لئے آنسو بہائے، بخشش کی دعاؤں کے لئے کھڑے کھڑے پیر سجھائے،

یہ پاک سرزمین مدینہ منورہ ہے،

یہ ہماری آرزوں کا حاصل ہے، یہاں حاضر ہو کر ذرہ آفتاب بن جاتا ہے گناہ گار غلام گناہوں سے پاک ہوتا ہے، خدا سے دور بندہ اپنے رب کا۔

قرب حاصل کرتا ہے، خدا کی رحمتیں بندہ پر قربان ہوتی ہیں کیونکہ یہ رحمت والے آقا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔

ہم اس دربار گہر بار میں کس نیت سے حاضر ہوئے ہیں۔؟

مسجد نبوی کی زیارت کی نیت ہے یا روضہ رسول پاک کی زیارت ہمارا مقصد ہے؟

علماء احناف کا فیصلہ ہے کہ مدینہ منورہ جانے والا دونوں کی نیت کرے

اصحاب دل کہتے ہیں، مسجد رسول اور روضۂ رسول کی بحث کو جانے دو، ہم تو خود رسول پاک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

رحمت عالم دنیا کی زندگی سے زیادہ پاک وطیب حیات کے ساتھ لحد پاک میں آسودہ راحت ہیں، پھر ہم کیوں نہ مسجد والے آقا کی زیارت کی لگن لے کر حاضر ہوں۔

اس مسجد پاک کو، اس کے جواب و ممبر کو اگر عظمت حاصل ہے تو رسول پاک کی وجہ سے وہ رسول پاک کل کی طرح آج بھی اپنی پوری شان جمالی کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔

راستے کی منزلیں جدہ سے مدینہ منورہ تک حسب ذیل منزلیں اور پڑاؤ آتے ہیں۔

دھبان، طویل۔ رابغ، مستورہ، بدر شریف خیف ابرعی۔ واسطہ سفرہ، حمراء، مسجد، بیر علی، بیر عروہ، رابغ، مستورہ بدر اور مسجد بڑی منزلیں ہیں۔

حنیف ابرعی ، یہ چھوٹی منزل ہے ، یہاں موٹر نہیں ٹھیرتی ۔ سڑک کے کنارے یہاں مشہور عاشق رسول شیخ عبدالرحیم ابرعی کا مزار ہے ۔

واسطہ ، سفرہ اور حمراہ بھی چھوٹی منزلیں ہیں ، یہاں بھی موٹر نہیں ٹھیرتی ۔

مسجد ، بڑی منزل ہے ، یہاں حجاج کے پاسپورٹ چیک ہوتے ہیں ۔

بدر شریف ، یہ منزل میدان بدر کے نام سے منسوب ہے ، مدینہ منورہ یہاں سے اسی میل رہ جاتا ہے ، میدان بدر سڑک سے کچھ فاصلہ پر ہے ، دوسری بسیں یہاں کھڑی ملتی ہیں ، ایک ریال فی سواری لے کر موقعہ پر لے جاتے ہیں ، اس مقدس میدان میں حق و باطل کی پہلی لڑائی ہوئی ، حق فتح مند ہوا باطل کو ہزیمت ہوئی ۔

اس جنگ میں ۱۲ صحابی شہید ہوئے ان کے مزارات ایک احاطہ کے اندر ہیں بدر سے باہر نکلتے ہی تھوڑی دور ایک پہاڑی کے دامن میں حضرت ابوذر غفاری کا مزار ہے ، جو بشارت رسول کے مطابق سب سے الگ آرام فرما ہیں ۔ اس سے کچھ آگے بڑھ کر قریہ ابوسعید آتا ہے جہاں حضرت ابوسعید کا مزار ہے یہ بدر کے پہلے شہید ہیں ، یہ جہاں شہید ہوئے انہیں حضور کی ہدایت کے مطابق اسی جگہ دفن کر دیا گیا ۔

اس جگہ کا نام واسطہ ہے ۔

بیر علی کا دوسرا نام ذوالحلیفہ ہے ، جو مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے ۔

بیر عروہ ایک تاریخی کنواں ہے ، مشہور ہے کہ اس کنویں کا پانی گردے اور پتھری کے لئے بہت مفید ہے ۔

گنبد خضرا کا منظر بیر علی سے مدینہ منورہ بیس میل دور رہ جاتا ہے یہاں سے گنبد خضرا کا منظر نظر آنے لگتا ہے۔

یہیں سے حجاج درود وسلام کی کثرت شروع کر دیتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، دل دھڑکنے لگتا ہے۔ بے خودی طاری ہو جاتی ہے اور شوق دید تیز تر ہو جاتا ہے۔

ادب کا تقاضا ہے کہ مشتاقان دید یہاں سے پیدل چلیں، ادب و تواضع کے ساتھ مدینہ رسول میں داخل ہوں لیکن موٹروں کے دور میں یہ سعادت اپنے بس کی بات نہیں، موٹر ڈرائیور اس قدر تیز دوڑاتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا آیا اور کیا گیا۔

باب عنبریہ مدینہ پاک کا صدر دروازہ ہے۔ اسی سے داخلہ ہوتا ہے۔ اب آپ پندرہ منٹ میں حرم نبوی تک پہنچ جائیں گے،

مسجد نبوی

۱- فضائل (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا: بے شک میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا مسجد الحرام کے سوا دنیا کی دوسری سب مسجدوں کے مقابلہ میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَتْ لَہٗ بَرَآءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ

(ترجمہ) جس نے میری مسجد (مسجد نبوی) میں چالیس نمازیں ادا کیں — اس کے لئے دوزخ کی آگ کے عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی گئی۔

(۳) حضرت ابوامامہ رض اور سہیل بن حنیف رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلا اور اس میں نماز پڑھی تو اس کی ایک نماز ایک حج کے برابر ہے!

(۴) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رض سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور میری یہ مسجد نبیوں کی مساجد میں سب سے آخری مسجد ہے۔ اور زیادہ مستحق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور مسجد الحرام کی زیارت کے بعد اس کی طرف سفر کیا جائے۔

(۲) تعمیر و توسیع

مسجد نبوی کی بنیاد ماہ ستمبر ۶۲۲ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔ جس کی دیواریں کچی اینٹ کی بنائی گئیں چھت کھجور کے پتوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے اور فرش ریت کا جس پر کنکریاں بچھا دی گئیں تھیں، تاکہ بارش میں کیچڑ نہ ہو اس وقت

مسجد کا طول ۳۵ گز عرض ۳۰ گز اور بلندی تقریباً ۳ ۱/۴ گز کی تھی۔ دیواروں کی موٹائی ڈیڑھ اینٹ کے برابر رکھی گئی مسجد کے مشرقی حصّہ میں ایک چھت دار چبوترہ تعمیر کیا گیا جس پر اصحاب صفہ بیٹھا کرتے تھے۔ قبلہ کی سمت اس وقت بیت المقدس (شمال) کی جانب تھی۔ لہذا شمالی دیوار کو چھوڑ کر بقایا تین طرف تین دروازے نکالے گئے۔ ایک جنوبی دیوار میں جہاں آج کل قبلہ کا رخ ہے۔ دوسرا مغرب کی طرف جس کا نام "باب عائشہ" رکھا گیا۔ اور تیسرا مشرقی دیوار میں جس کا نام "باب آل عثمان" تھا۔ ایک سال ۵ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کے بعد ہجرت کے دوسرے سال جب بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ شریف کو قبلہ بنانے کا حکم نازل ہوا تو جنوبی دروازہ بند کر کے شمالی دیوار میں ایک دروازہ نکالا گیا۔ اور مسجد کی بقایا جگہ بطور صحن خالی رکھی گئی۔

فتح خیبر کے بعد رسول کریم نے مسجد کی لمبائی میں ۱۵ گز اور چوڑائی میں ۲۰ گز کا اضافہ فرما کر ۵۰ × ۵۰ کی مربع عمارت بنالی۔ نبی کریم کی وفات کے بعد اسلام کے دوسرے خلیفہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضؓ نے ۱۷ھ میں مسجد کی لمبائی ۷۰ گز اور چوڑائی ۶۰ گز بنادی۔ اور چھ دروازے تعمیر کرائے! حضرت عمر فاروق رضؓ کی وفات کے بعد اسلام کے تیسرے خلیفہ امیر المومنین سیدنا عثمان ابن عفان رضؓ نے ۲۳ھ میں دیواروں اور ستونوں کو پتھر سے تعمیر کرا کر ان پر نقش و نگار بنوائے اور چھت ساگوں کی لکڑی سے تعمیر کرائی اور مسجد کی وسعت میں اضافہ فرمایا۔ گارے کی جگہ لوہا اور سیسہ استعمال کرایا حضرت عثمان رضؓ کے دورِ خلافت میں مسجد نبوی کی شان و شوکت میں بہت اضافہ ہوا

سنہ ۸۸ھ میں ولید ابن عبدالملک کے دورِ خلافت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی وسعت اور خوشنمائی میں مزید اضافہ کرایا۔ اور مسجد کا طول ۱۰۰ گز اور عرض ۸۳ گز کا کرایا۔ ستون سنگِ مرمر کے تعمیر کرائے اور ان پر سنہرے نقش و نگار بنوائے۔ چھت میں سونے کا پانی چڑھا کر نقاشی کرائی۔ اور چار سال کی تعمیر کے بعد مسجد کے چاروں کونوں پر چار مینار تعمیر کرائے! بعد میں پانچواں سلیمان بن عبدالملک نے تعمیر کرایا۔

عباسی دورِ حکومت میں خلیفہ المہدی نے مسجد کے صحن کو مزید وسعت دی۔

سات سو سال تک مسجد میں کوئی اضافہ یا ترمیم نہیں کی گئی بلکہ مسجد مندرجہ بالا شکل میں قائم رہی۔

لیکن سنہ ۸۸۶ھ میں بجلی گرنے کے ایک شدید حادثہ کی وجہ سے مسجد کی عمارت کو سخت نقصان پہنچا اور سلطان قائتبائی نے اس وقت مختصر طور پر مسجد کی اصلاح کرائی۔

سلاطین عثمانی کے دور میں مسجد کے حسن میں برابر اضافہ ہوتا گیا۔ اور سنہ ۹۸۰ھ میں سلیم خان نے عمارت مسجد میں شاندار اضافے کئے۔

عثمانی ترک سلاطین میں سلطان عبدالمجید خان غازی نے سات کروڑ روپے کی لاگت سے سنہ ۱۲۶۵ھ میں مسجد نبوی کی از سرِ نو تعمیر کا بیڑا اٹھایا لیکن منصوبہ کی تکمیل سے قبل ان کی اچانک موت واقع ہوگئی۔ البتہ کام جاری رہا اور ان کے اس عظیم منصوبہ کو سلطان عبدالعزیز خان نے ۱۲ سال کی

مسلسل تعمیر کے بعد ۱۲۷۷ھ میں مکمل کرادیا۔

سلطان عبدالمجید خاں نے دنیا کے ماہر ترین فن کاروں اور معماروں کو بلایا۔ اور مسجد نبوی کی عمارت کی تعمیر کا کام از سر نو شروع کیا۔ ستون اور دیواریں عمدہ قسم کے سنگ مرمر اور گراں قدر سنگ سرخ سے تیار کرائیں! تمام فرش سنگ مرمر کا بنوایا۔ اور چار چار ستونوں کے درمیان ایک گنبد تعمیر کرا کے تمام چھت کو گنبد دار بنوایا۔ ان گنبدوں کے اطراف اور ستونوں و دیواروں پر قرآن کی آیتیں اور اسماء اللہ (جل جلالہٗ) اور اسماء رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت ہی خوشنما طور پر کندہ کرائے۔ جو آج تک موجود ہیں! اور ترک خطاطوں کے فن کتابت کی معراج ہیں۔

تمام مسجد میں بیش قیمت ایرانی قالین بچھوائے جو آج تک موجود ہیں۔

۱۳۳۶ھ میں فخری پاشا نے محراب نبوی اور محراب سلیمانی کی مرمت کرائی اس کے بعد ۱۳۴۸ھ میں ملک عبدالعزیز ابن سعود نے مسجد کے چاروں طرف کے صحن کی زمین پر پتھر کا فرش بچھایا۔ اور صحن کے غربی اور شرقی جانب کے بعض ستونوں کو جو پھٹ رہے تھے۔

ان کو لوہے کی پٹیوں سے کسوایا۔ ملک عبدالعزیز آل سعود کے دورِ حکومت کے آخری ایام ۱۳۷۱ھ میں ولی عہد سلطنت اور موجودہ سعودی حکمران ملک سعود ابن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کے صحن اور دالانوں و میناروں کی جدید تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا اور ۱۳۷۶ھ میں پانچ سال کی مسلسل تعمیر کے

بعد پچاس کروڑ ریال سعودی کی لاگت کے بعد مسجد نبوی کی موجودہ عمارت بن کر تیار ہوئی جس میں اب ایک لاکھ فرزندان توحید بیک وقت نماز با جماعت ادا کر سکتے ہیں!

جلالۃ الملک سعود بن عبدالعزیز نے جس شاندار طریقہ پر مسجد نبوی کی توسیع کرائی ہے، اس کے لئے وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ رب العزت ان کو ہمت اور قوت عطا فرمائے کہ وہ مسجد الحرام کی توسیع ۔۔۔۔ اپنی حیات میں مکمل کرلیں آمین

۳- حدود اربعہ: مسجد نبوی شہر کے مشرق میں واقع ہے۔ اور شکل کے اعتبار سے مستطیل ہے۔

مسجد نبوی کا طول شمال سے جنوب تک ۱۲۷ گز ہے، اور عرض جنوبی دیوار کا ۹۴ گز شمالی (پچھلی) دیوار کا ۷۲ گز ہے!

یعنی جنوبی دیوار کی چوڑائی شمالی دیوار کی چوڑائی سے زیادہ ہے!

۴- مسجد نبوی کے دروازے۔

اس وقت مسجد نبوی کے ۹ دروازے ہیں تعمیر جدید سے قبل دروازوں کی تعداد کم تھی۔

(۱) باب جبریل:- یہ دروازہ مسجد کی مشرقی جانب ہے۔

(۲) باب النساء) یہ دروازہ بھی مشرقی دیوار میں واقع ہے۔ کیونکہ اس دروازے

کے قریب ہی عورتوں کے واسطے نماز وغیرہ پڑھنے کا صحن بنا ہوا ہے اسی لئے اس کو باب النسار کہتے ہیں۔ یہ دروازہ اسلام کے دوسرے خلیفہ امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے دور خلافت کی یادگار ہے۔

(۳) باب المجیدی: یہ دروازہ صحن حرم کے شمال میں واقع ہے۔ جسکو سلطان عبدالمجید خاں نے تعمیر کرایا تھا اسی مناسبت سے اس کا نام باب المجیدی رکھا گیا تھا۔

(۴) باب الرحمۃ: یہ دروازہ مسجد کی غربی دیوار میں واقع ہے اور عہد نبوی کی یادگار ہے۔

(۵) باب السعود: جلالۃ الملک سلطان سعود ابن عبدالعزیز کے دور تعمیر کی زندہ یادگار جو مسجد نبوی کی توسیع کے بعد جدید بنایا گیا ہے اور اس کا نام موجودہ سعودی حکمراں کے نام سے منسوب کیا گیا۔

(۶) باب السلام: یہ دروازہ مسجد کے جنوبی غربی گوشہ میں واقع ہے اور اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دروازہ بالکل سامنے پڑتا ہے لہذا اس کو مسجد کا صدر دروازہ کہا جاتا ہے۔

(۷) باب عمر بن الخطاب: یہ دروازہ صحن حرم نبوی کے شمال میں واقع ہے۔ اور جدید تعمیر سے ایک ہے اس کا نام امیرالمومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضؓ کے نام مبارک پر رکھا گیا ہے۔

(۸) باب ابی بکر الصدیق: یہ دروازہ بھی صحن حرم نبوی کے شمال میں واقع ہے اور جدید تعمیر و توسیع کی عجیب یادگار ہے۔ اس کا نام اسلام کے

خلیفہ اول امیر المومنین سید ابی بکر الصدیق کے نام مبارک پر رکھا گیا ہے!

(۹) باب عبد العزیز: یہ دروازہ صحن کے مشرق میں واقع ہے اور جدید تعمیر میں باب السعود کے بالمقابل بنایا گیا ہے۔ اس دروازے کا نام سلطان عبد العزیز کے نام پر رکھا گیا ہے۔

(نوٹ): باب السعود اور باب عبد العزیز میں ہر دروازہ کی تین محرابیں ہیں۔

۵ مسجد نبوی کے مینارے:۔

مسجد نبوی کے چار مینارے ہیں جن میں دو موجودہ توسیع کے بعد بنائے گئے ہیں۔ اور بلندی اور خوبصورتی کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔

(۱) پہلا مینارہ: مشرقی گوشہ میں گنبد خضرا کی پشت پر واقع ہے۔

(۲) دوسرا مینارہ: باب السلام پر جنوبی غربی حصہ پہ بنا ہوا ہے۔

(۳) تیسرا مینارہ:۔ باب عمر ابن الخطاب پر بنایا گیا ہے۔

(۴) چوتھا مینارہ:۔ باب ابی بکر الصدیق پر بنایا گیا ہے۔

اول دو مینار ترکی دور حکومت کی یادگار اور آخری دو مینار سعودی دور حکومت کی یادگار ہیں!

(۶) ریاض الجنۃ (جنت کا باغ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ؎

(ترجمہ) میرے گھر اور میری منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔

روضۂ ریاض الجنۃ، کی لمبائی ۲۷ فٹ اور چوڑائی ۹۴ فٹ ہے اور حدود روضہ میں کل ۲۰ ستون ہیں جو تمام سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ انہیں ستونوں سے روضہ کی حدود ظاہر ہوتی ہیں!

حدیث کے مشہور شارح حافظ ابن حجر نے روضہ جنت کے متعلق دو قول نقل کئے ہیں!

(۱) اصحاب معانی نے کہا اس قطعہ میں جنت کی طرح رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

(۲) اصحاب ظاہر بولے! نہیں یہ قطعہ حقیقتاً جنت کی زمین ہی کا ایک ٹکڑا ہے اور قیامت کے دن اسے بعینہٖ جنت کی طرف اٹھا لیا جائے گا۔

مسجد نبوی کے ستون:۔ مسجد نبوی میں کل دو سو تیس (۲۳۰) ستون ہیں!

اس کے علاوہ چار ستون حجرۂ عائشہ کے اندر ہیں. جن پر گنبد خضرا قائم
ہے ۔ ان ستونوں میں صرف مسجد کے اندرونی ستونوں کی تعداد
شامل ہے. صحن کے دالانوں کے ستونوں کی تعداد اس سے
علیحدہ ہے!

مسجد کے ہر ستون کی لمبائی ۵ گز اور گولائی دو گز کی ہے اور یہ
ستون تین قسم کے ہیں!

(۱) اسفید:- سنگ مرمر کے سفید ستون سے روضہ جنت کی حد معلوم ہوتی ہے. یہ ستون یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ دور نبوی میں اصلِ مسجد کی حد یہی تھی!

(۲) سنہری نقش والے سرخ یہ ستون ظاہر کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کی پہلے اصل اونچائی کتنی تھی، اصل صحن مسجد کی حدود کو ظاہر کرتے ہیں! اور

(۳) سادہ سرخ اس قسم کے ستونوں کے بالائی حصّہ پر عربی زبان میں "مسجد نبوی کی حد" جلی حروف میں کندہ ہیں!

ان تمام ستونوں میں اسطوانات رحمۃ یعنی روضہ جنت کے آٹھ
ستون خصوصی وجوہات کی بنا پر زیادہ مبارک سمجھے جاتے ہیں!
ہر ستون پر نام کندہ ہیں. زائرین و حجاج کی عام معلومات کے
لئے ان ستونوں کی مختصر تاریخ پیش خدمت ہے!

(نوٹ: (عربی زبان میں اسطوانہ ستون کو کہتے ہیں)

(۱) **اسطوانہ مخلقہ**:- یہ ستون عین مصلّیٰ نبوی کی پشت پر واقع ہے۔ ممبر بننے سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے ستونِ حنّانہ اسی جگہ قائم تھا۔ ستون حنّانہ وہ ستون تھا جس جگہ آنحضرت خطبہ دیا کرتے تھے یہ ایک یہ ایک کھجور کا تنہ تھا۔ جو حضور کی جدائی سے انسانوں کی ہچکیاں لے لے کر رویا تھا۔ اسطوانہ مخلقہ کو اسطوانہ حنّانہ بھی کہتے ہیں!

(۲) **اسطوانۂ جبرئیل** حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی وحی لاتے تھے تو اکثر و بیشتر اسی جگہ پر حضور اکرم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔

(۳) **اسطوانہ عائشہ** یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرمؐ مصلّا بننے سے قبل نماز ادا فرماتے تھے۔ اس جگہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ آنحضرت نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہاں نماز پڑھنے کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت عائشہ نے اپنے بھانجے عبداللہ ابن زبیر کو وہ جگہ بتلائی اسی جگہ پر نشان یہ ستون قائم کیا گیا۔ اسے حضرت عائشہ سے نسبت ہونے کی جگہ سے اس کا نام اسطوانہ عائشہ رکھا گیا ہے۔

(۴) **اسطوانہ سریر** اس ستون کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں کھجور کے بوریئے پر آرام فرماتے تھے۔

(۵) اسطوانہ وفود جو وفود آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں بہ غرض ملاقات آتے تھے، آنحضرت اسی جگہ ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے!

(۶) اسطوانۂ ابی لبابہ:- حضرت ابو لبابہ رضؓ سے غزوہ تبوک میں غلطی ہوگئی تھی اس ندامت میں انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا جب توبہ قبول ہوئی تو حضور اکرم نے اپنے ہاتھ سے انہیں کھولا۔ اسطوانہ لبابہ اسی واقع کی یادگار ہے اور اسی جگہ واقع ہے۔

(۷) اسطوانہ حرس یا اسطوانۂ علی اس جگہ صحابۂ کرام آنحضرت کی دربانی کے لئے بیٹھے رہتے تھے اور یہ خدمت اکثر حضرت علی رضؓ سے متعلق رہتی تھی۔

(۸) اسطوانہ تہجد یہ اسطوانہ روضہ شریفہ کی پشت پر واقع ہے یہاں حضور اکرم نے تہجد کی نمازیں ادا فرمائی ہیں! یہاں اب ایک چبوترہ بھی بنا ہوا ہے۔

(۹) مسجد نبوی کی محرابیں

مسجد نبوی میں تین محرابیں ہیں!

(۱) محراب نبوی:- یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں پر آقاء کائنات حضور اکرم اکرمؐ اپنی حیات طیبہ تک امامت فرماتے رہے۔

سلاطین اسلام نے ادب اور احترام کی خاطر محراب کی سجدہ گاہ کو دیوار میں مخفی کر دیا ہے تاکہ وہ قطعۂ پاک جہاں پر تاجدار دو عالم کی پیشانی مبارک لگتی تھی کسی غلام کے قدم غلطی سے اسپر نہ پڑھ جائیں!

آپ کے قدموں کی مبارک جگہ پر ایک گول نشان بنا دیا گیا ہے تاکہ وہیں پر غلامان سرکار کی پیشانیاں جھکتی رہیں۔ اس جگہ پر نماز پڑھنے کی بے پناہ فضیلت ہے۔ محراب کے بیچوں حصّے کے داہنی طرف دیوار پر "ھذا مصلی النبی" کے الفاظ تحریر ہیں موجودہ محراب سلطان قاتیبائی کی قائم کی ہوئی ہے۔ جسکو بغیر جوڑ کے ۹ فٹ اونچے سنگ مرمر کی سل سے تراشا گیا ہے۔ اور سر محراب سنہرے حروف میں قرآن کریم کی آیات کندہ ہیں۔

(۲) محراب عثمانی:- یہ محراب قبلہ کی دیوار میں ہے۔ اور اسے تیسرے خلیفہ امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضؓ نے اسوقت تعمیر کرایا تھا۔ جب کہ آپ مسجد کی وسعت اور شان میں اضافہ فرما رہے تھے!

(۳) محراب سلیمانی یہ محراب سلطان سلیمان خاں نے بھیجی تھی اس کو منبر نبوی کے مغرب جانب داہنی طرف لگا دیا گیا تھا۔ یہ محراب نہایت اعلیٰ درجہ کے سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے جس پر خوبصورت نقش ونگار کندہ ہیں۔

۹۔ منبر نبوی

موجودہ ممبر جو اسوقت مسجد نبوی میں موجود ہے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد سے آٹھواں ہے۔ جسکو سلطان مراد خان نے بطور تحفہ اور نذر مسجد نبوی کے لئے بھیجا تھا۔

اس ممبر کو ٹھیک اسی جگہ نصب کیا گیا ہے جہاں پر اصلی منبر نبوی تھا موجودہ منبر سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ جس کی بارہ سیڑھیاں ہیں۔ اور اوپری حصہ میں جالی کا خوبصورت دروازہ بنا ہوا ہے۔

حجرہ مبارکہ:۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر سے فراغت پاکر ازواجِ مطہرات کے لئے یکے بعد دیگرے نو حجرے تعمیر کرائے۔ جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کا حجرہ مسجد سے بالکل قریب بنایا۔ جیساکہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے تو سر مبارک میری طرف کر دیتے تھے اور میں اپنے حجرہ میں بیٹھی ہوئی آپ کے بال مبارک درست کر دیا کرتی تھی۔ اور جب آپ مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے تو ضرورت کے بغیر گھر میں تشریف

نہ لاتے تھے۔

حجرۂ شریفہ:- جیسا کہ اوپر بیان گذر چکا ہے یہ حجرۂ مبارک کچی انٹیوں کا تھا اور اس کے درمیان ایک دیوار ڈالی گئی تھی جس سے حجرے کے دو کمرے ہو گئے تھے۔ ایک مسجد کی طرف (جانب مغرب) پڑتا تھا جو آج بھی باب الوفود کے نام سے موجود ہے اور دوسرا شمال کی طرف جو کہ جالی مبارک کے اندر آ گیا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حجرۂ مبارکہ (عائشہ) میں ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بروز دوشنبہ وفات پائی اور یہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم قبر منور میں آرام فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک جانب مغرب قدم مطہرہ مشرق کی طرف اور چہرۂ انور قبلہ رخ جانب جنوب ہے۔

۲۲ رجمادی الاول سنہ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ کی قبر شریف اسی حجرۂ مبارک کے اندر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کی سیدھ میں ان کا سر مبارک تقریباً ایک فٹ نیچے ہٹا کر رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد ۲۷ رذی الحجہ سنہ ۲۳ھ میں بروز پنجشنبہ جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی تو آپ کو حضرت ابوبکرؓ کی پشت مبارک کی طرف اس طرح قبر شریف میں رکھا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا سر مبارک حضرت ابوبکرؓ کے سینۂ مبارک کی سیدھ میں ہے یعنی مزید ایک فٹ نیچے رکھا گیا ہے۔ حجرۂ شریف کے اندر ایک اور قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رکھی گئی ہے۔

ایک سازش اور سیسے کی دیوار

۵۵۷ھ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو قبر شریف سے نکال کر لے جانے کے لئے ایک نصرانی بادشاہ نے دو عیسائیوں کو مدینہ شریف بھیجا یہ دو لوگ اسلامی بھیس میں رباطِ عثمانی میں رہنے لگے۔ دکھاوے کے لئے تو یہ لوگ تمام رات یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ لیکن ان کا کام فی الحقیقت یہ تھا کہ رات بھر رباط سے قبر شریف تک سرنگ کھودا کرتے تھے اور سرنگ کی مٹی پانی کی مشکوں میں بھر بھر کر جنت البقیع کی طرف لے جا کر بہت دور پھینک آتے تھے سلطان نورالدین زنگی شہید رحہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دو بھوری آنکھوں والے شخص کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری ہیں۔

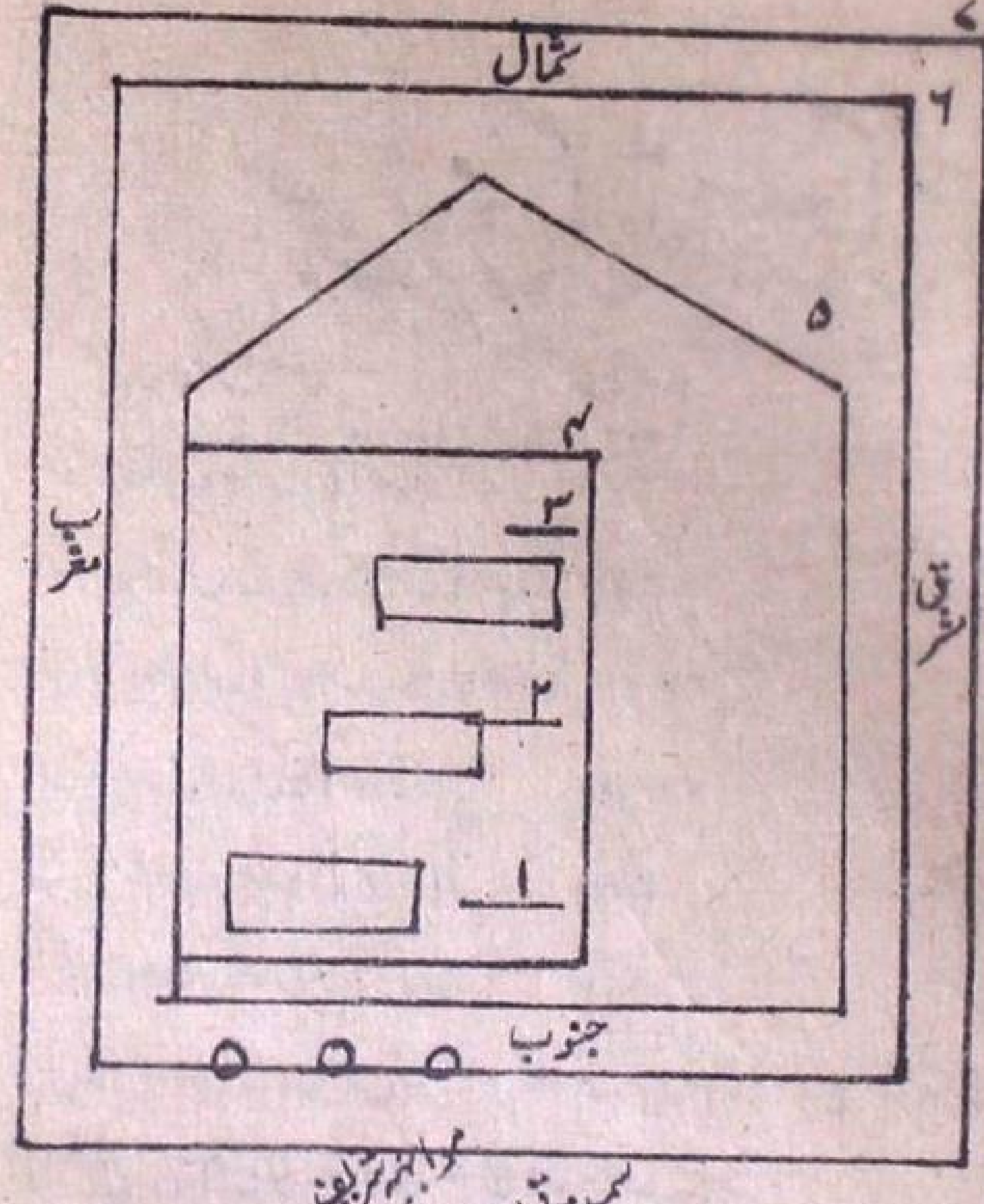
اَنْجِدْنِیْ وَاَنْقِذْنِیْ مِنْ ھٰذَیْنِ (میری مدد کرو اور ان دو شخصوں کے شر سے بچاؤ")

سلطان موصوف گھبرا کر اٹھے اور فوراً ہی نہایت تیز رفتار اونٹنیوں پر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تیزی کے ساتھ رات دن لگاتار سفر کرتے ہوئے ۱۶ دن کے عرصہ میں مصر سے مدینہ منورہ پہنچے اور سب پردیسیوں کو انہوں نے ایک دعوت پر بلایا جب سب آ گئے تو سلطان موصوف نے بہت غائر نظر سے ان سب کے چہروں کو دیکھا لیکن ان میں دو شخصوں کا پتہ نہیں چلا سلطان نے جب دریافت

کہا کہ کیا کوئی باقی تو نہیں رہ گیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہاں دو مغربی زاہد رہ گئے ہیں جو گھر سے باہر نکلتے ہی نہیں اور دنیاوی کاروبار سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ دن رات عبادت میں مصروف ہیں۔ سلطان اس کے بعد رباط عثمانی پہنچے ان دونوں شخصوں کو پہچان گئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو خواب میں بتلائے گئے تھے۔ دونوں بہت ہی بزرگ اور پرہیزگار معلوم ہوتے تھے اور ان کے پاس کئی مذہبی کتابیں بھی پڑی تھیں۔ ان کے کمرے کے بیچ میں ایک ٹاٹ کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ سلطان کے دل میں معاً یہ خیال گذرا اور انہوں نے مصلیٰ اٹھا لیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پتھر کی بڑی سل وہاں رکھی ہوئی ہے۔ اس سل کو جب ہٹایا تو ایک سرنگ نظر آئی جو قبر شریف کے قریب تک پہنچ گئی تھی۔ مجرموں نے جرم کا اقرار کیا اور سلطان نے علماء سے فتویٰ حاصل کر کے ان دونوں کو تہہ تیغ کرا دیا۔

اس پنج گوشہ عمارت کے چاروں طرف زمین کو اتنا کھودا گیا کہ پانی نکل آیا اور پھر لاکھوں من سیسہ پگھلا کر اس میں بلایا گیا اور اس طرح آب سے سطح زمین تک قبر کے اردگرد ایک زائد سیسہ کی دیوار ہے جس کی وجہ سے کہیں سے بھی کوئی دشمن قبر شریف تک نہ پہنچ سکے۔

یہ سیسہ کی دیوار چونکہ زمین کے نیچے ہے لہٰذا اب دکھائی نہیں دیتی اسی دیوار پر جالی مبارک قائم کر دی گئی۔ ابتدا میں یہ جالی لکڑی کی تھی لیکن بعد میں پیتل اور تانبے کی بنائی گئی جو آج تک موجود ہے۔ الغرض اب تینوں مبارک مزار تین دیواروں کے اندر اور دو گنبدوں کے نیچے ہیں۔ ایک دیوار تو اصل حجرۂ عائشہؓ کی اس کے بعد پنج گوشہ والی عمارت کی دیوار اور اس کے بعد



سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور اس کے اطراف میں جالی مبارک کا چوتھا پردہ" روضہ رسول کریم کی اس پوری عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں کہ نمبر(۱) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار انور ہے، نمبر(۲) صدیق اکبر کا مزار ہے جو حضور کے مزار اقدس سے ایک فٹ کے قریب ادباً نیچے ہٹا ہوا ہے (۳) حضرت عمر رض کا مزار ہے جو صدیق اکبر کے مزار سے ایک فٹ نیچے ہٹا ہوا ہے نمبر(۴) حضرت عائشہ کے قدیم حجرے کی دیواریں (۵) پنج گوشہ حصار نمبر(۶) سیسہ پلائی ہوئی زمین دوز دیوار نمبر(۷) جالی مبارک۔

مسجد نبوی کی توسیع کی تاریخ

نبوی وقت میں	۲۴۷۵	میٹر
حضرت عمرؓ کے وقت کا اضافہ	۱۱۰۰	میٹر
حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کا اضافہ	۴۹۶	میٹر
اموی خلیفہ ولید ابن عبدالملک کا اضافہ	۲۳۶۹	میٹر
عباسی خلیفہ مہدی کا اضافہ	۲۴۵۰	میٹر
ملک اشرف قایتبائی کا اضافہ	۱۲۰	میٹر
ترکی سلطان عبدالمجید کا اضافہ	۱۲۹۳	میٹر

اس طرح سعودی دور تک کل مسجد کا رقبہ ۱۰۳۰۳ مربع میٹر تھا اور آج سعودی توسیع نے اس کو ۱۶۳۲۷ مربع میٹر بنا لیا ہے۔

دیگر زیارت گاہیں

حضورؐ کے ہاتھ کی کھجوریں۔

قبا میں ساڑھے پانچ سو باغ ہیں۔ جنمیں کھجوریں انار اور انگور نہایت عمدہ قسم کے پیدا ہوتے ہیں۔

حضورؐ نے ایک باغ میں کھجور کے ننھے پودے اپنے دست مبارک سے لگائے تھے، ان کی نسل کے دو درخت آج تک محفوظ ہیں، ان پر نہایت

عمدہ کھجوریں آتی ہیں،

غار النبی — مدینہ منورہ کے مشہور پہاڑ "جبل سلع" میں ایک غار ہے، اسے غار النبی کہتے ہیں. روایت ہے کہ حضور تین روز تک گھر سے لاپتہ رہے، گھر والے پریشان ہو کر نکلے، تلاش ہوتی رہی، حضرت فاطمہ تلاش کرتی ہوئی اس پہاڑ کے نیچے پہنچیں، ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا، اس سے پوچھا، وہ بولا، بی بی! میں اور کچھ تو جانتا نہیں، صرف چند روز سے یہ تماشا دیکھ رہا ہوں کہ میری بکریاں اس پہاڑ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاتی ہیں، خدا جانے اس پہاڑ پر کیا چیز ہے۔

حضرت سیدہ پہاڑ کے اوپر چڑھیں، دیکھا کہ ایک غار میں سرکار سربسجود ہیں سیدہ نے جا کر حضور سے درخواست کی کہ لوگ سخت پریشان ہیں، سجدہ سے سر اٹھائیے اور اگر آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا تو میں سجدہ میں گر کر دعا شروع کر دوں گا۔

حضرت سیدہ نے اتنا کہا تھا کہ جبریل امین تشریف لے آئے اور حضور کو امت کی بخشش کا پیغام سنایا۔

حضور نے سجدہ سے سر اٹھایا اور حضرت سیدہ کو گلے سے لگا لیا، فرمایا۔ خدا تعالےٰ کو فاطمہ پر پیار آ گیا، اور میری امت کی بخشش کا اعلان فرمایا، اس کے بعد حضور بیٹی کے ساتھ گھر تشریف لے آئے،

قبروں کے متعلق سعودی حکومت کا رویہ

قبروں کے قبے منہدم کرتے ہیں

سعودی حکومت بہت مطعون کی جاتی ہے، مسئلہ کی بات تو الگ ہے لیکن مجھے اسمیں خدا کی مصلحت کا ہاتھ نظر آتا ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو گنبد خضراء کے ساتھ خاص نسبت پیدا ہوگئی ہے، سرکار گنبد خضراء والے آقا کہلاتے ہیں، خدا کی مصلحت یہ بھی کہ گنبد خضراء کے ساتھ دوسرا کوئی گنبد نہ ہو اور حضور کا سبز گنبد اپنی نرالی شان کے ساتھ اکیلا ہی نظر آئے۔ مدینہ منورہ میں جاکر حبیب گنبد پر نظر پڑے تو حضور کا ہی نام پاک زبان پر آئے۔

بقیع کا قبرستان جس قدر مقدس ہے اس کا تذکرہ ہو چکا، سعودی حکومت سے پہلے قبرستان شخصی جاگیر بن گیا تھا، شاہوں کی قبریں، بڑے خاندانوں کے احاطہ، ایک ایک قبر پر بڑے بڑے قبے بنے ہوتے تھے۔

سعودی حکومت نے اس جاگیرداری کو ختم کرکے اس پاک قبرستان کو پوری امت کے لئے کھولدیا، تاریخی مزارات کو محفوظ کرکے باقی حصہ میں حضور کا ہر امتی یہاں دفن ہوتا ہے، قبرستان کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں، دو سال تک ایک حصہ کام میں آتا ہے اور پھر اسے بند کر دیا جاتا ہے اور دو سال کے لئے دوسرے حصے کو کھول دیا جاتا ہے۔

حضور کا روضہ اقدس پوشیدہ کیوں ہے؟

ہم سعودی حکومت کی سختیوں کو برا بھلا تو کہتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالے نے تو ہم پرستی کے موجودہ دور میں اس تشدد کو دین حق کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھا۔

اگر ذرا ڈھیل دیدی جائے تو یہ مقدس مقامات "بت کدہ" بن جائیں
صحیح مسلم جلد اول صفحہ (۲۰۱) پر حضرت عائشہ سے ایک روایت منقول ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرض الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد قالت فلولا ذالک ابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجداً ،

حضور نے مرض وفات میں ارشاد فرمایا۔ خدا تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجتا ہے، ان لوگوں نے پیغمبروں کے مزارات کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو حضور کا مزار شریف کھلی جگہ بنایا جاتا، ڈر یہ تھا کہ کہیں لوگ اسے سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

اس حدیث سے قبروں کے بارے میں اسلام کی اصل پالیسی واضح ہو جاتی ہے۔

مدینہ منورہ کی دیگر زیارت گاہیں

دار سیدنا ابی ایوب انصاری رضؓ: یہ وہ مقام ہے جہاں پر سرکار دو عالمؐ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پہلے اسی مقام پر قیام فرمایا تھا۔ مسجد نبوی کے بالکل قریب ہے۔

مشہد سیدنا عثمان ذی النورین رضؓ: یہ وہ مقام ہے جہاں باغیوں کے ہاتھ سے جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضؓ قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے حرم نبوی کے متصل ہے

دار عشر مبشر: دس صحابہ کرام جن کو حضور اکرمؐ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ وہ یہاں پر رونق فرما تھے۔ اسی مقام پر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر مسلمانوں نے بیعت کی تھی اور یہیں سے جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی، اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے والی الامر کے انتخاب میں عام حق وراثت پر قابلیت و دینداری کو ترجیح دی گئی۔ اسی کی برکت سے مسلمان دنیا میں سرسبز و کامیاب ہوئے اور آج اسی اصول پر دنیا کی دوسری اقوام عمل پیرا ہیں۔

دار سیدنا امام حسن رضؓ: یہ مکان سیدنا امام حسن رضؓ کا مشہور ہے

آج کل اس میں شیخ الاسلام کا کتب خانہ ہے۔ یہ جگہ مسجد نبوی کے عقب میں واقع ہے۔

دار بنی النجار:- مدینہ منورہ میں اسی مقام پر حضورؐ نے قیام فرمایا تھا بنی نجار کی مخدرات اور لڑکیوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں دف بجاکر

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا نحنُ جوارٍ من بنی نجار

اور دوسرے شعر گائے تھے۔

جنت البقیع:- یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے۔ جو شہر سے متصل مشرقی جانب ہے۔ حضور پرنورؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت فاروق رضہ کی زیارت کے ساتھ اس قبرستان کی زیارت بھی روزانہ بالخصوص جمعہ کے روز مستحب ہے۔ اس مقدس قبرستان میں تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام تابعین، تبع تابعین اور بے شمار اولیاء اللہ آرام فرما ہیں۔

حضرت عثمان ذی النورین بھی بقیع کے مشرقی گوشہ کے قریب مدفون ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے سوا تمام ازواج مطہرات رضہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ۔ عثمان ابن مظعون، رقیہ بنت الرسول، فاطمہ بنت اسد والدۂ حضرت علی۔ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن زارہ، سعد ابن وقاص، عبداللہ ابن مسعود، خنیس بن ابی حذافہ۔ حضرت عباس رسول اللہ کے چچا۔ سیدنا حضرت حسن بن علی۔ حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت صفیہ (حضور کی پھوپھی) رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب حضرات اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں۔ امام القراء، حضرت

نافع اور حضرت امام مالک صاحب المذہب بھی اسی میں مدفون ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضؓ بقیع کے آخر میں بالکل وسط میں آرام فرما ہیں مزار بلندی پر واقع ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دربار شاہی میں حضرت عثمان دربار فرما رہے ہیں۔

سارے مزارات میں حضرت حلیمہؓ کا مزار سرسبز و شاداب ملا، ان کے دودھ سے رحمت عالم شاداب ہوئے، ان کی لحد پاک آج تک شاداب ہے یہ مزار ہریادل میں ڈھکا ہوا تھا۔

پہاڑ کے دامن میں ایک چبوترہ ہے جہاں حضور کا دانت شہید ہوا تھا اس پر ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ وہاں تک جانے نہیں دیا جاتا،

یہیں پانی کا ایک قدرتی چشمہ ہے۔ جس سے لوگ تبرکاً پانی لیتے ہیں۔ یہیں وہ غار بھی ہے جہاں حضور زخمی ہو کر گرے تھے۔

زیارت شہداء احد:- مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے فاصلہ پر وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے متعلق محبوب رب العالمین نے ارشاد فرمایا تھا۔

اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ

یعنی احد ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم احد کو

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضؓ کا مزار اسی جگہ ہے اور سیدنا حمزہ رضؓ کے پاس حضرت عبداللہ ابن جحش رضؓ اور حضرت مصعب بن عمیر ہیں اور تقریباً دو سو ہاتھ کے فاصلہ پر غربی جانب میں باقی شہداء کرام آرام فرما ہیں

آداب زیارت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سب حضرات پر سلام عرض کریں۔ اور
احد کے درختوں سے کوئی چیز کھانا ممنوع ہے۔

مسجد قبا:۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ نبی کریم نے مع صحابہ کرام رضہ کے اسے دست مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا۔ مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ

یعنی مسجد قبا میں دو رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

مسجد فتح :۔ جبل سبع کے غربی کنارہ پر ہے اس مسجد میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ کی دعا قبول فرمائی۔ اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ مسجد فتح، مسجد سیدنا سلمان رضہ مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رضہ یہ سب قریب ہیں۔ اور خمسہ مساجد کے نام سے مشہور ہیں۔

مسجد جمعہ :۔ قبا کے نئے راستہ سے مشرق کی جانب ہے۔ سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں پڑھا۔

مسجد مصلّٰی :۔ مناخہ کے جنوب مغرب میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

مسجد سقیا :۔ باب عنبریہ کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے

جسکو قبلہ اکبر بھی کہتے ہیں۔ اور ایک کنواں ہے جسے بیر سقیا کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی۔

جبل احد کے راستے میں ہے۔ مسجد قبلتین :۔ مدینہ کے شمال

مسجد ذباب وغرب میں وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔

مسجد قبا کے شرق میں ہے۔ مسجد بنی قریظہ مسجد فضیح سے

مسجد الفضیح :۔ مشرق کی طرف تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ مسجد سجدہ : لبتان بحیری اور بساطین صدقہ کے درمیان ہے

بقیع کے شمال مشرق میں ہے۔ مسجد ابی بن کعب : بقیع

مسجد الاجابتہ :۔ کے متصل ہے۔ مسجد بنی حرام : مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے۔

مسجد مصلی کے قریب ہے مسجد سیدنا ابراہیم

مسجد سیدنا ابوبکر صدیق بن محمد رسول اللہ :۔ عوالی میں مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب ہے۔

بیر اریس یہ کنواں مسجد قبا کے متصل غربی جانب ہے۔

بیر عرس :۔ موضع قربان میں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پر شمال مشرق میں واقع ہے۔ بیر بضاعہ :۔ شامی دروازہ سے باہر متصل باغ بنی ساعدہ میں ہے۔ بیر حا : باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے

بیرعہن : عوالی میں مسجد قبا سے شرق میں مسجد شمس کے قریب ہے۔
مدینہ کے شمال مغرب میں وادی عقیق کے کنارے

بیر رومہ یا بیر عثمان :- پر جنگل میں مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں آج کل ایک باغ ہے اور مسجد بھی ہے، باغ میں دونوں طرف طرفا کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ اسی درخت کی لکڑی سے حضور کا ممبر بنایا گیا تھا۔

مشہد سیدنا علی العریض :- یہ امام جعفرؓ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ عراق سے خشکی کے راستے سے آنے والوں کو یہاں پر قرنطینہ دیا جاتا ہے۔

مکرّم و محترم .... سلام مسنون

سیرت پمفلٹ

رحمتِ عالم کانفرنس دہلی کا تبلیغی اور اصلاحی اقدام

سیرتِ پاک کے اہم گوشوں پر علمائے حق کے مقالات اور افادات نہایت عمدہ کتابت و طباعت اور دیدہ زیب رنگین ٹائٹل کے ساتھ آسان اُردو میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح گھر گھر پہنچ جائے اور برابر پہنچتی رہے۔

پمفلٹ اصل لاگت پر دس روپے سَو کے حساب سے حاصل کر کے اپنے حلقہ اثر میں پھیلا دیجیے۔ ہمارا فرض پہنچانا اور پہنچاتے رہنا ہے۔

۱۔ سیرتِ پاک اور قومی اتحاد	مولانا قاری محمد طیب صاحب۔
۲۔ سیرتِ پاک کا انقلابی کارنامہ	مجاہدِ ملّت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب
۳۔ رحمتِ عالمؐ کا عدل و انصاف	مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔
۴۔ رحمتِ عالمؐ اور مزدور کی عزت	پروفیسر ضیاء احمد صاحب بدایونی۔
۵۔ رحمتِ عالمؐ ایک عظیم مدبّر	مولانا امین احسن صاحب اصلاحی۔
۶۔ رحمتِ عالمؐ دوسروں کی نظر میں	مولانا سید محمد میاں صاحب۔
۷۔ رحمتِ عالمؐ گھر والوں کے ساتھ	مولانا سید اسعد میاں صاحب مدنی
۸۔ رحمتِ عالمؐ، وطن دوستی اور مساوات پسندی	اخلاق حسین قاسمی دہلوی۔
۹۔ رحمتِ عالمؐ، رحم دل فاتح،	〃 〃 〃

آنمحترم کے جواب کا شدید انتظار رہے گا۔

(مولانا) اخلاق حسین قاسمی دفتر رحمت عالم کانفرنس۔ لال کنواں۔ دہلی ۶